# صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 18 دسمبر 2003ء بمطابق 23 شوال 1424 ہجری صبح دس بجکر تیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، بخت جہاں خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

---

## تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

یَوْمَ یَتَذَکَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰی o وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰی o فَاَمَّا مَنْ طَغٰی o وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا o فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی o وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی o فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی o فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّۃُ الْکُبْرٰی۔

(ترجمہ): پھر جب وہ ہنگامہ عظیم برپا ہوگا، جس روز انسان اپنا سب کیا دھرا یاد کرے گا اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی، تو جس نے سرکشی کی تھی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی، دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگی۔ اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا، جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔۔۔۔۔

جناب وجیہہ الزمان خان: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: سردار اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب۔

جناب اسرار اللہ خان: شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! کل بھی یہاں پر ایک گروپ اسمبلی کے سامنے کھڑا تھا، لائیو سٹاک سے وہ متعلق تھے اور اس کے متعلق پہلے بھی یہاں پر بات ہو چکی ہے، انہوں نے اپنی یادداشتیں ممبران کو پیش کیں اور قاری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اگر وہ مہربانی کر کے ان کی تسلی کے لئے کچھ کہہ دیں کیونکہ جناب سپیکر، پچھلی بار گرمیوں میں جب یہ ایشو Raise ہوا تھا تو قاری صاحب نے کہا تھا کہ ان شاءاللہ ہم ان کا خیال رکھیں گے کیونکہ انہوں نے محکمے کی دو دو سال نوکری کی ہے۔ ابھی میرے خیال میں آرڈر نکلنے میں کوئی ہفتہ دس دن ہیں، اگر قاری صاحب مہربانی کر کے ان کی تسلی کے لئے کچھ کہہ سکیں تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: قاری صاحب، قاری محمود صاحب۔

قاری محمود (وزیر زراعت): جناب سپیکر! میں نے ان کو پہلے بھی تسلی دی ہے اور جو لوگ پہلے لائیو سٹاک میں بھرتی ہوئے تھے اور بعد میں وہ کسی وجہ سے نکالے گئے تو ہم نے ان کے لئے Experience کے کافی نمبرز رکھے ہیں اور مجھے امید ہے کہ ان شاءاللہ وہ اس میں آجائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، Next، اور۔۔۔۔۔

محترمہ نعیمہ اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نعیمہ اختر صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ اختر: جناب سپیکر صاحب! آج کے "مشرق" اخبار میں عاصمہ جہانگیر صاحبہ کا ایک بیان آیا ہے کہ نظریہ پاکستان اسلام نہیں اور اگر یہ کسی نے ثابت کر دیا تو میں اپنے اعزازت واپس کر دوں گی۔ میرے خیال میں اگر اس قسم کے وہ بیانات دیں اور کام کریں تو میرے خیال میں ان کے پاس قابل عزت اعزازات ہیں ہی نہیں اور یہ نام نہاد این جی اوز کے پیدا کردہ جو لوگ ہیں، اگر یہ اس طرح پاکستان کے نظریے کے خلاف بیانات دیتے رہیں تو یہ بہت افسوس کی بات ہے اور ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

وہ آگے لکھتی ہیں کہ شخصی آزادی کسی کی بھی سلب نہیں کرنی چاہیئے تو کل ہمارے ایک میڈیا والے نے ہم سے کہا کہ وزیراعلیٰ صاحب کو ایک Summary move ہوئی ہے کہ جن والدین کی تین بیٹیاں ہوں تو ہم ان کو دو ہزار روپے دیں گے اور وہ آئندہ اور بچے پیدا نہیں کریں گے تو کیا یہ شخصی آزادی سلب کرنے کا کام نہیں ہے ؟ اگر ان کو بولنا تھا تو اس ایشو کے خلاف بولتیں کہ آزادی جو انسان کو اللہ نے دی ہے اور وہ انسان کا حق بھی ہے کہ وہ اپنی مرضی استعمال کرے، جتنی اس کی خواہش ہے بچے پیدا کرے، تو اس کام کے لئے بھی ان لوگوں نے رشوت دینا شروع کر دی ہے کہ وہ دو ہزار روپے دیں گے اور خواتین اور بچے پیدا نہیں کریں گی۔ ہمیں ان کی مذمت کرنی چاہیئے۔

(شور)

جناب سپیکر: جی، وجیہہ الزمان صاحب۔

جناب وجیہہ الزمان خان: شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ایک اہم مسئلے کی طرف ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہمیں سر، پچھلے سال پچاس لاکھ کا جو فنڈ ملا تھا تو اس دفعہ بھی ہمیں پتہ چلا ہے کہ جی ہمیں ملے گا، اس میں سے پچاس پورا تو نہیں، کچھ Sanction ہوا ہے۔ اس میں ہم نے کچھ روڈز رکھنے ہیں، کچھ گلیاں رکھی ہیں، کچھ پانی کی سکیمز تھیں۔ روڈز تو کینسل ہوئے ہیں، وہ ڈراپ ہو گئے ہیں لیکن اس میں ہم نے واپڈا کی مد میں بھی کچھ سکیمز ڈالی تھیں جن کے Estimates بن کر آئے تھے۔ واپڈا کا جو Estimate بن کر آیا ہے، اس سے اگر ایک روپیہ بھی کم ہو جائے تو کام In hand نہیں لیتے۔ اب لوکل گورنمنٹ نے دو پرسنٹ اس کے اوپر لگا دی ہے۔ چلیں جی، ہم مان لیتے ہیں کہ آپ کے لوکل گورنمنٹ کے جو پراجیکٹس ہیں ان میں Contingency دو پرسنٹ آسکتی ہے لیکن واپڈا میں وہ سارا کام ہمارا رک گیا۔ مہربانی کر کے اگر واپڈا کو چیک فوراً ایشو کر دیئے جائیں تو وہ کام شروع کر دیں گے۔ ایک چھوٹی سی اور گزارش ہے جناب سپیکر، کہ ہم آتے ہیں تو ہماری خواہش ہوتی ہے کہ ہم اجلاس میں بیٹھیں اور پوری طرح سے دلچسپی کے ساتھ اجلاس کی کارروائی میں شامل ہوں لیکن ہمیں باہر، چونکہ اکثر دفاتر کھلے ہوتے ہیں تو لوگ ہمیں کھینچتے ہیں۔ اگر اجلاس قومی اسمبلی کی طرح شام کے وقت ہو جائے تو ہم بڑے سکون سے اجلاس Attend کر سکتے ہیں، سارا دن بھاگ بھاگ کر ہم اجلاس کو Attend نہیں کر سکتے۔ تھینک یو سر۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: اس کے لئے رولز میں Amendment کرنا پڑے گی۔ اچھا، 'Questions' Hour'

میاں نثار گل: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں نثار گل صاحب۔

میاں نثار گل: سارے ممبران، اسمبلی میں بیٹھے ہیں اور روزانہ ہمارے لابیوں میں مسلح کلاشنکوف والے اور پولیس والے پھرتے رہتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ ہر کسی کی دشمنی بھی ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پولیس والا نہ ہو اور اس کے پاس کلاشنکوف ہو۔ جناب، وہ لابی میں آتے ہیں اور اس طرح پھرتے رہتے ہیں، آپ ان کے متعلق کچھ اظہار خیال کریں کہ آیا ان کو آنے کی اجازت ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین سے میں یہ استدعا کرنے والا تھا کہ سیکورٹی عملے سے مسلسل یہ شکایت موصول ہو رہی ہے کہ بعض معزز اراکین اسمبلی کے ساتھ مسلح لوگ آتے ہیں اور یہ پتہ بھی نہیں چلتا اور آج کل آپ کو معلوم ہے کہ ملک کے حالات اور بین الاقوامی حالات کس تناظر میں ہیں؟ تو میری آپ سب معزز اراکین سے استدعا ہے کہ اس قسم کی کارروائیوں سے یا بندوق لانے سے اجتناب کرنا چاہئیے اور اسمبلی کے سیکیورٹی سٹاف سے تعاون کریں۔ وہ جتنی بھی سختی کریں گے تو آپ لوگوں کے تحفظ کے لئے اور میرے تحفظ کے لئے وہ جدوجہد کریں گے۔ تو اس میں آپ صاحبان کا تعاون نہایت ضروری ہے، بغیر آپ کے تعاون کے یہ نہیں ہو سکتا اور مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ سیکیورٹی عملے کی راہ میں، اپنے فرض کی ادائیگی میں جو بھی رکاوٹیں ہیں ان کو دور کرنے میں آپ ہمارے ساتھ مکمل تعاون فرمائیں گے۔ تھینک یو۔

جناب وجیہہ الزمان خان: جناب سپیکر، جواب مجھے حکومتی بینچز کی طرف سے نہیں ملا، پہلے جو میرے Proposals تھے، ان پر اور لوکل گورنمنٹ والے ایشو پر۔

جناب سپیکر: دراصل منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں، جیسے ہی وہ آجائیں تو، وہ پہلے والی بات کہ سردار ادریس صاحب، Concerned minister جب آجائیں تو پھر آپ کو Repeat کرنے کی زحمت دوں گا۔ 'Questions' سوال نمبر۔۔۔۔۔

جناب افتخار احمد خان: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: افتخار احمد خان جھگڑا صاحب! ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں، اللہ آپ کو مکمل صحتیابی نصیب کرے اور اللہ کی قسم آپ اس ایوان کی رونق ہیں۔ جب آپ نہیں تھے تو ہم آپ کی کمی محسوس کر رہے تھے۔ بس آپ اب تشریف رکھیں۔

(قہقہے)

جناب افتخار احمد خان: یعنی مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے؟

جناب سپیکر: ہاں، بس۔

جناب افتخار احمد خان جھگڑا: ویسے بھی آپ نے مجھے عبدالاکبر سے دور کر دیا تو میں بیمار ہو گیا ہوں۔

جناب سپیکر: اللہ آپ کو مکمل صحتیابی نصیب کرے، سارے ایوان کی آپ کے لئے یہ دعا ہے۔

## نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: سوال نمبر 617، منجانب جناب محمد ارشد خان صاحب، رکن صوبائی اسمبلی۔

*617_ جناب محمد ارشد خان: کیا وزیر صنعت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ زمرد، لوہا، تانبا، نمک، کرومائیٹ اور سنگ مرمر صوبہ سرحد میں دستیاب ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ معدنیات سے حکومت کو آمدنی حاصل ہوتی ہے؛

(ج) (i) مذکورہ معدنیات کن کن علاقوں میں پائی جاتی ہیں؛

(ii) مذکورہ معدنیات سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے؛

(iii) مذکورہ معدنیات کی مزید ترقی کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

ملک ظفر اعظم (وزیر صنعت و حرفت): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں، درست ہے مگر لوہا اور تانبا فی الحال تفتیشی و تحقیقی مراحل سے گزر رہے ہیں۔

(ج) (i) زمرد ضلع سوات، شانگلہ، لوہا چترال میں، تانبا قبائلی علاقہ جات کے پہاڑوں میں، نمک کے ذخائر ضلع کرک، کوہاٹ میں، کرومائیٹ ضلع کوہستان، چارسدہ، ملاکنڈ میں، گرینائٹ ضلع مانسہرہ، بونیر اور

سوات میں اور سنگ مرمر کے وافر ذخائر ضلع بونیر، شانگلہ، صوابی، نوشہرہ، مردان اور ہزارہ میں پائے جاتے ہیں۔

(ii) چونکہ رائیلٹی کی وصولیابی کو سال 1995 سے نیلام کیا جارہا ہے، اس لئے مذکورہ رائلٹی کی وصولیابی کی مد میں حکومت صوبہ سرحد کی وصولیابی کی تفصیل بابت رائلٹی برائے سال 2001-2002, 2002-2003 مندرجہ ذیل ہے۔

| سال 2001-2002 | سال 2002-2003 |
|---|---|
| Rs. 10, 28, 77, 399/- | Rs. 12, 23, 09, 065/- |

(iii) محکمہ معدنیات میں ایکسپلوریشن ڈویژن کے زیر انتظام مختلف معدنیات کے لئے تجزیاتی، تحقیقاتی سکیمیں جاری ہیں جو معدنیات دریافت ہوتی ہیں ان کی جیولاجیکل رپورٹ تیار کر کے خواہشمند سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری کی طرف راغب کرنے کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

مائننگ کنسیشن رولز میں تبدیلی EPD SMEDA کی مدد سے ماڈل کوائری کا قیام۔

جناب ارشد خان: ما د دې سوال په آخیری حصه کښې چې کوم تپوس کړے دے، دوئ داسې تقریبا د نیمے نه زیات پکښې دورغ وئیلی دی، "محکمہ معدنیات میں Exploration Division کے زیر انتظام مختلف معدنیات کے لئے تجزیاتی، تحقیقاتی سکیمیں جاری ہیں، مختلف علاقوں میں ماہرین کی ٹیمیں معدنیات کی تلاش وبسیار کے لئے وقتاً فوقتاً بھیجی جاتی ہیں" دا خبر هم نیشته دے۔ "جو معدنیات دریافت ہوتی ہیں، ان کی جیولاجیکل رپورٹ تیار کر کے خواہش مند سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری کی طرف راغب کرنے کے لئے پیش کی جاتی ہیں" تاسو هم پخپله ذاتی د دې نه تقریبا د شلو کالو نه واقف ئے او زه هم د شلو کالو۔۔۔۔

جناب سپیکر: او دا عبدالاکبر خان به ترے د څو کالو نه واقف وی؟

جناب محمد ارشد خان: نو وایم داسې څه څیزونه شته دے۔ مونږ خو، دا جیولاجیکل سروے والا چې څومره دی، دا مرکزی ادارے دی، SMEDA والا مرکزی اداره ده، دے ځائے ته راځی، هغوی تر اوسه پورے، مرکزی ادارے چې کوم جیولاجیکل سروے والا دے صوبے ته رالیږی دی، د هغوی هیڅ ته دفتر نه دے

معلوم چې د هغوې په پیښور کښې په کوم ځائے کښې دفتر دے ؟ او دوئ دا کار کوی۔ دا بله خبره دوئ وئیل چې په 1995 کښې دوئ دا اداره یو ځائے کړے د National Mineral Policy, 1995 د لاندې او د دې یو ډائریکټر جنرل ئے جوړ کړو، هغه ئے په درے ډیپارټمنټس کښې تقسیم کړو چې یو ته چیف انسپکټر آف مائنز، ډائریکټر ایکسپلوریشن، ډائریکټر لائسنسنګ، داپه درے ډیپارټمنټ کښې، تر اوسه پورے دا دوه ډیپارټمنټس خرچ کولو والا ایکسپلوریشن، ظاهره ده او چیف انسپکټر مائنز، دا ډیپارټمنټس شته، د لائسنسنګ ډائریکټر تر اوسه پورے نشته دے۔ حالانکه څومره آمدنی چې دے ډیپارټمنټ ته راځی، هغه د دغه لائسنسنګ اتهارټۍ طرف نه راځی۔ دولس کروړه روپئی دوئ ښودلی دی چې سږ کال دولس کروړه او دیرش لکهه، او لس کروړه پروس کال راغلی دی۔ ډائریکټر جنرل د دې ټول ډیپارټمنټ مشر دے او دد غه 1995 د رولز لاندے ډائریکټر جنرل پکار ده چې ټیکنیکل سړے وی۔ ډائریکټر جنرل د دغه ډیپارټمنټ تر اوسه پورے نشته دے، چا ته ئے Promotion نه دے ورکړے چې یو ټیکنیکل سړے ډائریکټر جنرل کړی او زما خیال دے چې دے ته ئے ایسار کړے دے چې یو بیوروکریټ په دې باندے راولی۔ تر اوسه پورے خو هسې هم د لائسنسنګ اتهارټۍ چې کوم ډائریکټر دے، دے او ډائریکټر جنرل چې دے، دا دواړه د سیکرټری سره دی۔ د هغے اختیارات د سیکرټری سره دی نو دا ډیپارټمنټ به څنګه ترقی اوکړی، دے له خو پکار ده چې یو ټیکنیکل سړے اول د دې ډائریکټر جنرل شی، چې ډائریکټر جنرل یو سړے راشی۔۔۔۔

جناب سپیکر: ملک ظفراعظم صاحب۔۔۔۔

جناب جمشید خان: جناب سپیکر! زما یو ضمنی سوال دے۔

جناب محمد ارشد خان: چې ډائریکټر یو سړے راشی، په هغې باندې دا څومره دورغ چې ئے دا باقی وئیلی دی، دا خو ظاهره ده چې کوم سړے په دې ډیپارټمنټ کښې دے، هغه ته به پته وی چې دا څیزونه د سر نه شته دے نه،تاسو یو شئے، بل یو اهمه خبره کومه، زما سیکرټری صاحب باندې او تاسو باندې او سراج الحق صاحب نن نشته دے، هغه ته مے هم وئیلی دی، تاسو ته مے هم وئیلی وو،

د سپیکر صاحب د ځائے نه مے خطونه لیږلی وو چې جیولاجیکل سر وے خو پاکستان د ډیر مخکښې نه، څومره چې ایکسپلوریشن په دې صوبه کښې شوې دے ، په هغې باندې یو کتاب مکمل، چې تا ته په هر ځائے کښې ښائی چې د دې صوبے په فلانئ ضلع کښې د دا څیزونه دی، دا دا Mineral دی، هغه تا ته ښائی۔ هغه کتاب ما ستاسو د ځائے نه هم خط لیږلے وو، د دې سیکرټری په Throughمے هم خط لیږلے وو، هغه یو کتاب زمونږه لائبریری ته تر اوسه پورے رانغے دا ولے ؟ دا خو زما خیال دے چې څنګه دا اسمبلی شروع شوې ده نو ما په ړومبئی میاشت کښې دا خبره ستاسو په ذریعه، د سیکرټری په ذریعه دا خطونه جیولاجیکل سروے آف پاکستان والا ته لیږلی دی، چې دا کتاب مونږ ته نه راکوی نو زمونږه دے ممبرانو ته به څنګه معلومات اوشي؟ زه خو وایم چې دا څومره معلومات ماته شته چې هر یو ممبر ته دا پته وی چې زما په علاقه کښې دا دا Mineral دی او د خدائے فضل دے ، سیوا د ډائمنډ نه چې د هغې تر اوسه پورے معلومات نه دی راغلي، د هر قسم Mineral زمونږه په دې صوبه کښې شته دے ، د هغې نه مالا مال ده خو چې د هغې نه مونږ فائده په څه طریقه باندے واخلو۔ د دې انډسټری ډیپارټمنټ په کمیټئی کښې زه هم یو ممبر یم، په هغے کښې ترے ما تپوس کړے دے چې دا تاسو ایډورټائز کوئ ولے نه، تاسوته د انټرنیټ سروسز شته دے؟ نو هغوې وئیل چې زمونږ سره شته دے۔ نن ما معلومات اوکړل چې د انټرنټ سروسز شته۔ هغوې وائی چې زمونږ کوم ایکسپلوریشن اوشی او دکومو څیزونو چې مونږ ته معلومات اوشی نو هغه انفارمیشن ډیپارټمنټ ته ورکړو۔ د انفارمیشن ډیپارټمنټ حصه ده په یو لوکل اخبار کښې، د لوکل اخبار دا مطلب شو چې د پیښور اخبار سوات ته نه ځی، د سوات اخبار ډی آئی خان ته نه ځی نو لوکل د یو ځائے په اخبار کښې د هغې ایډورټائزمنټ ورکړی حالانکه د انټرنټ نه زمونږ دا مطلب دے چې ټوله دنیا د خبر شی چې زمونږ په صوبه کښې دا دا Mineral دی چې هغه خلق راشی او په دې ځائے کښې حصه واخلی۔

<u>جناب سپیکر:</u> صحیح ده۔

جناب محمد ارشد خان: نو دا مختلف سوالونه دی زما۔

جناب سپیکر: حاجی جمشید خان صاحب۔

جناب جمشید خان: شکریه، جناب سپیکر۔ زما په دې باره کښې دا ضمني سوال دے چې په بونیر کښې د ماربلو ډیر کانونه دی او داسې د زوړ ایکټ تحت دا په Lease ورکړے شوې دی، خلقو په هغې باندې قبضه لګولے ده او په هغې باندے نوے سړے هم نشی راتللے او زمونږ غرونه هم د غسې پراته دی نو آیا حکومت په دې کښې دا اراده لری؟ چې دا Duration د دې لیز، چې دا را کم کړے شی او نوے کسانو، په کوم کښې چې لوکل کسان وی چې هغوې ته دا موقع ورکړے شی، چې هغوې هم دا لیز اوکړی او د هغې دا سائزز هم را کم کړے شی چې په سو نو ایکړه زمکه یو کس قبضه کړی وی او کار پرے نه کیږی۔ آیا حکومت د دې څه اراده لری؟

جناب سپیکر: ښه، ملک ظفر اعظم صاحب۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون و پارلیمانی امور): مہربانی جناب سپیکر صاحب، میں ارشد خان صاحب کا بہت ہی مشکور ہوں کیونکہ وہ خود بھی مائنز میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً ہمیں اچھے مشورے دیتے رہتے ہیں۔ جناب! انہوں نے بات کی کہ ہم حکومت کو تقریباً اس میں، میں بالکل Clear ہوں اور یہی جھگڑا میرا ہر وقت ان کے ساتھ ہوتا ہے کہ ہم بارہ کروڑ روپے تو ٹریژری میں جمع کرتے ہیں لیکن ہمیں آپ لوگ واپس تین کروڑ روپے بھی نہیں دیتے، یہاں تک کہ ہمارے ساتھ جو سٹاف ہے، ان سب کو معلوم ہے، جو لیز میں Involve ہیں، ان سب کو پتہ ہے کہ ہمارے سٹاف کے ساتھ Even a single vehicle بھی نہیں ہوتا کہ وہ جائیں اور کہیں پر کام کریں۔ اب جب ہم نے ڈیمانڈ کی، اسی دور میں تو ہمیں بتایا گیا کہ آپ جا کر جھنگ سے گاڑی اٹھائیں، جھنگ سے ہم گاڑی اٹھائیں تو اس پر نئی گاڑی سے زیادہ خرچہ آتا ہے تو یہ جھگڑا ہمارا ان کے ساتھ تھا جو ابھی تک چل رہا ہے کہ ہم بارہ کروڑ آپ کو دے رہے ہیں تو آپ زیادہ سے زیادہ اس ڈیپارٹمنٹ کو واپس کریں تاکہ اس صوبے کی جو معدنیات ہیں، ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ دوسری یہ جو لیز کے متعلق بات ہے کہ جو لیز Idle پڑی ہیں، میں نے بالکل باقاعدگی سے سب لسٹیں منگوائی ہیں اور مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جس جگہ ایسی پڑی ہوئی تھیں وہ لوگوں نے اپنے قبضے میں

رکھے ہوئی ہیں، اپنے پیچھے الاٹ کی ہوئی ہیں یا وہ اپنی Idle جگہ پر، حالانکہ ان کو الاٹ نہیں ہوئی، پھر بھی اس جگہ پر کام کرتے ہیں اور اپنے الاٹیز کو انہوں نے Spare رکھا ہوا ہے، تو ان کی لسٹ میں نے منگوائی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ جس کے پاس زیادہ رقبہ ہے اور وہ کام نہیں کر سکتا ہے تو اس کا وہ ایریا Cancel کیا جائے گا۔ اسی بناء پر ہم نے پانچ ایکڑ کے وہ نکالے تھے جو ہماری اچھی جگہ ہے، لیز پانچ ایکڑ رقبہ کے لئے، جس میں قیمتی پتھر ہیں ان کا رقبہ ہم نے کم کیا ہے، وہ رقبہ انشاءاللہ ہم پانچ ایکڑ پر دے رہے ہیں اور ان پر کام ہو رہا ہے۔ دوسرا جناب، یہ ٹیکنکل کے متعلق جو ارشد خان صاحب نے کہا تو۔۔۔۔

جناب سپیکر: ارشد خان صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ارشد خان جی، کہ ٹیکنکل بندہ ہمیں چاہیئے۔ ارشد خان صاحب، یہ سارے ٹیکنکل بندے ہیں، یہاں جو ہمارے بندے ہیں وہ سارے ٹیکنکل ہیں اور ہمارا جو معاملہ لٹکا ہوا ہے، جو ارشد خان صاحب کہہ رہے ہیں کہ سیکرٹری صاحب کے پاس DG کے Powers ہیں تو اسی بات پر اٹکا ہوا ہے کہ وہ آپس میں تقریباً دونوں لڑ پڑے ہیں، ان کے سینارٹی کا معاملہ چل رہا ہے تو ہم نے بھی اس معاملہ کو روکا ہوا ہے تاکہ کوئی بھی غیر ٹیکنکل بندہ اس پر نہ آئے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ اس پر ٹیکنکل بندہ ہی آئے گا۔

جناب سپیکر: جناب عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے تو گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے بھی فنڈز کی شکایت کی۔ جناب سپیکر، یہ انتہائی اہم بات ہے جو وزیر صاحب نے کی کیونکہ جی یہ منرلز ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ ہے، یہ ریونیو جنریشن ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے کہ آپ کے لئے پیسہ پیدا کرے۔ یہ 1995 میں رائلٹی کا جو کہہ رہے ہیں کہ جب رائلٹی کا ایکٹ پاس ہو رہا تھا تو اس میں صاف لکھا تھا کہ یہ پیسے جب آئیں گے تو ان منرلز کی ڈیویلپمنٹ پر یہ پیسے لگائے جائیں گے۔ اب بارہ کروڑ روپے تو ریونیو دے رہے ہیں، تین کروڑ روپے صرف ان کے سٹاف کا خرچہ ہے باقی ان کے پاس سائیکل بھی نہیں ہے۔ بالکل حقیقت ہے اور جناب سپیکر، کوئی آپریٹس نہیں ہیں، کوئی Equipments نہیں ہیں، لوگ سالوں سالوں تک بیٹھے رہتے ہیں کہ ڈیمارکیشن پر یا اس پر، دوسرا جو ارشد خان صاحب نے کہا، میرے خیال میں وہ کتاب I don't know لیکن وہ

سیٹلائیٹ نے جو Picturesلی ہیں، وہ جیولاجیکل سروے آف پاکستان کے پاس Picturesہیں، اگر پراونشل گورنمنٹ ان کے ساتھ رابطہ کرکے، وہMaps جو سیٹلائیٹ نے کئے ہیں، وہ منگوائیں تو میرے خیال میں کافی آسانی ہوگی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کے بارے میں آپ نے کچھ نہیں فرمایا، آپ فلور پر کہیں کہ وہ کب پہنچیں گی، کب آپ فیڈرل حکومت سے رابطہ کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ تو سر، مرکزی حکومت کا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ میں ان کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب دیں گے اور کب ہمارے ہاتھ وہ آئیں گے لیکن فنڈز کی بات وہ ہماری اپنی گورنمنٹ، میں نے شکایت نہیں کی میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لئے لڑنا چاہتا ہوں، میں لڑوں گا، ان سے اپنا حق لوں گا کیونکہ ہم آپ کو بارہ کروڑ روپے دے رہے ہیں اور آپ ہمیں تین کروڑ دے رہے ہیں جس سے ہمارے صوبے کی ترقی کی رفتار بڑی سست پڑتی جا رہی ہے تو انشاءاللہ وہ بھی Under process ہے، ہمارے چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ان کی میٹنگز ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: پیر محمد خان صاحب۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! دوئ دلته جز (ج) (ii) په جواب کښې آمدنی بنودلے ده چې دس کروړ----

جناب سپیکر: ہاں۔

جناب پیر محمد خان: دس کروړ اتهائیس لاکھ ئے یو بنودلے دے، بارہ کروړ تیس لاکھ پکښې بل کال له، آیا منسټر صاحب دا بنودلے شی چې په دې کښې د زمردو آمدن شامل دے که نه دے شامل؟ که شامل وی نو د زمردو څه آمدن دے په دې کښې؟

جناب سپیکر: یہ تو Fresh ہے، میرے خیال میں۔

جناب پیر محمد خان: نه نه، دا خو د منرل سره متعلق کوئسچن نه دے، ضمنی کوئسچن دے۔ د دوئ سره پوره تفصیل به وی کنه، دے چې بارہ کروړ په دې ایوان کښې پیش کوی نو د ده سره به د یو یو آئټم پوره تفصیل وی چې په دې کښې د مائنز څومره آمدن دے؟

جناب سپیکر: نو که تفصیل ئے غوښتے وے آئټم وائز-----

جناب پیر محمد خان: جی، دوئ د تفصیل او ښائی چې زمرد په آمدن کښې دے او که په خساره کښې دے او څومره آمدن ئے دے؟ یو کال ستړی خو دوئ اوکړه، د یو کال هغه د اوښائی۔

جناب سپیکر: دا Fresh question دے پیر محمد خان صاحب، Fresh question دے، Fresh informationپکار دی۔ زما په خیال تاسو که Fresh question اسمبلی سیکرټریټ ته ورکړئ نو جواب به درته ملاؤ شی۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! په دې کښې `زمرد` لفظ دوئ وائی، دا بره په جواب کښې دوئ پخپله لیکلی دی، تاسو اوګورئی په دې جواب کښې دوئ لیکلی دی چې (ج) زمرد ضلع سوات، شانگلہ، چترال میں تانبا اور قبائلی علاقوں کے پہاڑوں میں، نمک اور Copperموجود ہیں۔

جناب سپیکر: وافر ذخائر موجود ہیں۔ذخائر کے بارے میں ہے۔

جناب پیر محمد خان: چې دوئ ورکړے دے، زمرد پکښې شته دے، چې شته نو زما په دغه باندې سوال دے۔ دا خو لفظ `زمرد` چې ئے ورکړے دے نو تفصیل-----

جناب سپیکر: نو په دیکښې دا هم کیدے شی چې Category wiseچې دے یعنی د دې آمدنی اوښائی نو دا Fresh questionشو او که نه شو؟ Next منجانب محمد ارشد خان صاحب-----

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! زما خیال دے چې دا جواب د دوئ حق وی چې دوئ ئے ورکړی، تاسو له جواب ورکول حق نه دے، تاسو به Hearing او Judgments کوئ۔

جناب سپیکر: دومره خو حق شته دے چې فیصله خو کولے شم کنه۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یقیناً جواب دیتا لیکن یہ جو سوال کر رہے ہیں تو اس کے لئے وہ Fresh question لائیں۔ یہاں پر یہ جو بتا رہے ہیں تو یہاں پر تو صاف ستھرا ان کے سامنے لکھا ہوا ہے۔ شاید میرے خیال میں انہوں نے پڑھا نہیں ہے کہ یہاں پر وافر مقدار میں ذخائر موجود ہیں۔

جناب سپیکر: ہاں، ہاں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اگر آپ کو وافر ذخائر کے متعلق، میں تول کر آپ کو بتاؤں کہ کتنے ٹن ذخائر ہیں، تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔

(شور/ قہقہے)

Mr. Speaker: Please address the Chair, next Arshad Khan Sahib, please.

جناب پیر محمد خان: آپ نے آمدن کروڑوں میں لکھی ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ بارہ کروڑ آمدن ہوئی ہے، میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ اس میں زمرد کی آمدن کتنی ہے؟

(شور)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ بارہ کروڑ روپے رائیلٹی کے ہیں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 624۔

جناب پیر محمد خان: نہیں مجھے بتائیں کہ زمرد خسارے میں ہے یا فائدے میں ہے؟

(شور)

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم، Address the chair ارشد خان صاحب، سوال نمبر 624۔

* 624 _ جناب محمد ارشد خان: کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبہ سرحد میں مختلف قسم کی صنعتیں قائم ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ صنعتوں سے حکومت کو مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ شوگر ٹیکسٹائل، گھی، پیپر اور دیگر صنعتیں بحران کا شکار ہیں؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(i) مذکورہ صنعتوں میں کتنی بند اور کتنی چالو حالت میں ہیں نیز صنعتوں کے بند ہونے کی وجوہات بتائی جائیں؟

(ii) مذکورہ چالو صنعتوں سے حکومت کو کتنی آمدن ہو رہی ہے۔

(iii) مذکورہ صنعتیں جو بحران کا شکار ہیں کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔ نیز حکومت روزگار کے لئے دوسرے کیا ذرائع تلاش کر رہی ہے تفصیل فراہم کی جائے۔

ملک ظفر اعظم (وزیر صنعت وحرفت): (الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے، ان صنعتوں سے حکومت کو آمدنی ہوتی ہے۔

(ج) درست ہے۔ صوبہ سرحد میں زیادہ تر صنعتیں بحران کا شکار ہیں۔

(د) صوبہ سرحد میں کل 1961 کارخانے ہیں جن میں سے 742 بند ہیں جبکہ 1219 چل رہے ہیں ابتداء ہی سے صوبہ سرحد میں صنعتی ترقی کی رفتار سست رہی ہے۔ جس کی چیدہ چیدہ وجوہات یہ ہیں۔ (1) بندرگاہ سے دوری (2) ہنر مند افراد کی عدم دستیابی (3) سرمایہ کاروں کی ناتجربہ کاری (4) قرضوں کی فراہمی میں مشکلات (5) حکومت کی بدلتی ہوئی پالیسیاں۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر صوبہ پنجاب اور سندھ کی نسبت پیداواری لاگت زیادہ ہے۔ لہذا یہاں کی صنعت پنجاب اور سندھ کی صنعتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتی پیداواری لاگت کو کم کرنے کے لئے حکومت نے سال 1988 میں مندرجہ ذیل مراعات دی تھیں۔

(1) انکم ٹیکس کی آٹھ سالوں کے لئے چھوٹ۔

(2) سیلز ٹیکس کئے پانچ سالوں کے لئے چھوٹ۔

(3) مشینری کی درآمد پر ڈیوٹی کی آٹھ سالوں کے لئے چھوٹ۔

اس کے علاوہ انڈسٹریل اسٹیٹ گدون امازئی کے لئے سال 1989 میں مندرجہ ذیل مراعات دی گئیں۔

(1) خام مال کی درآمدی ڈیوٹی میں چھوٹ۔

(2) بجلی کے نرخوں میں پچاس فیصد رعایت۔

(3) تین فیصد مارک اپ پر قرضے کی فراہمی۔ ان مراعات کی وجہ سے انڈسٹریل اسٹیٹ حطار، گدون امازئی اور پشاور میں کافی سرمایہ کاری ہوئی مگر بعد میں یہ مراعات ختم ہو گئیں یا پھر وقت سے پہلے واپس لے لی گئیں نتیجتاً کارخانے بند ہونا شروع ہو گئے۔ دیگر وجوہات میں مالی مشکلات اور مارکیٹنگ کے مسائل شامل ہیں۔

جناب محمد ارشد خان: ماخو ئیل چ°دوئ تہ ایسار شم چ°دوئ پکا°°ا°خپلے خبر°او کا°ی۔

جناب سپیکر: نو۔۔۔۔۔

جناب محمد ارشد خان: دا جی، په دې باندې خو دوئ ډېر تفصیلی جوابونه راکړی دی خو د یو څیز درخواست ستاسو په نوټس کښې، بلکه د دې ټولو ملګرو ممبرانو په نوټس کښې راولم چې ټوله صوبه کښې نولس سوه یو شپته کارخانے دی، په دې کښې اووه سوه او دوه څلویښت بند دی۔ اول خو زما خیال دے دا نولس سوه یوشپیته کارخانے که تاسو د پنجاب د دغه سره Compare کړئ نو په یوه یوه ضلع کښې درے درے زره او څلور څلور زره کارخانے شته دے۔ د هغې د بندش خو ځان له یو خبره ده خو حکومت چې کله په دیکښې دلچسپی واخلی، زما دوئ ته یو تجویز هم دے۔

جناب سپیکر: مولانا مجاہد صاحب، جی۔

جناب ارشد خان: په چارسده کښې دوه کارخانے وے، پیپر مل او شوګر مل۔ په هغې کښې لږ، درے زره مزدورانو پکښې کار کولو، د درے زره خاندانو روزګار وو، هغه دواړه بند پرتے دی۔ بند داسې پرتے دی چې پیپر مل، په څلورمه حصه باندې کار کوی، پخواه چې پخپل Track باندې روان وو نو په هغې کښې تقریباً ستره سو مزدوران وو۔ اوس پکښې دوه نیم سوه مزدوران کار کوی او صرف د یو قسم کاغذ، دا داسې پیپر مل دے چې ټول پاکستان ته به ئے سپلائی کوله او پکښې صرف یو دغه روان دے او هغه کاغذ جوړیږی چې د کوم نه چې داسې بورئ جوړوی، خدائے خبر چې هغه ته څه وائی؟ د هغے ټیکنیکل نوم څه دے؟ شوګر مل په 1984 کښې یو ځل بند شوېوو، زما خیال دے دا منسټر صاحب د خاص طور متوجه شی، د ارباب جهانګیر په حکومت کښې، په

1986 کښې یوه معاهده اوشو، 1985 وو که 1986 وو ما نه صحیح دغه، مزدوران، صوبائی او مالکان دا درے واړه کیناستل او یو سه فریقی معاهده اوشوه۔ د هغې لاندې هغه مل ئے شروع کړو، چالو ئے کړو، د ګنو دا مل ئے چالو کړو۔ مزدورانو ورسره خپله فیصله اوکړوه، چې مونږه به ښه اخلاص باندې کار کوؤ۔ د یو سیزن، د د یوے نیمے میاشتے، د شوګر بیټ، د دې چقندرو یو کروړ مالک ته بچت اوشو۔ هغوې ئے ورته اوښودله، هغه چونکه مزدوران وو صوبائی حکومت او دوئی په شریکه باندې مالکان وو نو که دغه شانته شوګر ملونو یا د نورو ملونو چې کوم بند دی، د هغې د مزدورانو، مالکانو او صوبائی حکومت د هغې یو کمیټی جوړه شی او دغه کمیټی د دې درے واړه کسانو تر مینځه خبرې شروع کړی نو د هغې نه به یو خواه د صوبائی حکومت د امداد پته اولګی چې صوبائی حکومت ورسره څه امداد کولے شی، په کوم کوم ځائے کښې ورسره کولے شی؟ بله دا ده چې د مالکانو او مزدورانو څومره مسئلے دی، هغه به پخپله ختم شی چې په دغه کمیټئ کښې د حکومت د دغه لاندے کینی، ځکه چې یو سړے دومره موده نه بند هغه کارخانے په اولینی دغه باندې، مزدوران ښه په شوق هغه شروع کړی، هغه صفا کړی او بیا په یوه یوه نیمه میاشت کښې یو یو نیم کروړرو پئ مالک ته ګټه ښائی نو زما خیال دے ډیره لویه خبره ده۔ دا نن هم کیدے شی، دا سبا هم کیدے شی۔ تاسو که د هر یو کارخانے ځان ځان له داسې یو شئے جوړ کړئ، یو رپورټ جوړ کړئ نو دا به تاسو ته ډیر امداد درکړی۔ دا بله خبره زما په ذهن کښې، په دې ما مخکښې هم لږے ډیرے خبرې کړے وے، دا ګدون امازئی مراعات، زما خیال دے په 1988 کښې دا خبره شروع شوې وه۔

<u>جناب سپیکر:</u> ارشد خان صاحب، دا نن چې د په بے روزګارئ باندې او په مهنګائی باندې تقریر کړے وے۔ دا هر څه، ډیر ښه تجاویز وو، راغلې به وو پکښې۔

<u>جناب محمد ارشد خان:</u> ښه جی، نه په دې باندې خو لږ ډیر (قهقهه) دا د دې نورو سره تړلے ده۔ زه وایم چې دا مراعات مونږ ته په څه طریقه باندے واپس شو؟ د هغې خبره هم تاسو ته نه، چې دے ټولے صوبے ته پته ده، زمونږه ټولو ملګرو ته پته ده چې ولے هغه مراعات واپس شو؟ او دا چې ئے راکړی وو نو دا ئے په

څه وجه باندې راکړی وو؟ د هغې، زما خیال دے زمونږه نه دغه خبره هیره شی چې دا د ګدون امازئی مراعات، چې بهر به مونږ کله لاهور ته لاړو نو پمفلټے به ئے باقاعده پښتنو له ورکړے، کالاناګ به ئے ورته وئیل، د ګدون امازئی هغه چې څه دغه وو، په سندهـ او په پنجاب کښې په کالاناګ باندې مشهور وو۔ خو مونږ ته ئے دا د خدائے د پاره نه دی راکړی، نه ئے د دې صوبے خلق خوښ وو او نه ئے د دې صوبے انډسټرئ خوښے وے خو د مجبورئ نه ئے راکړی وو۔ هغه مجبوری څه وه؟ هغه مجبوری دا وه چې په ګدون امازئی کښې او په دې صوبه کښې د پوست کاشت د بند شی نو مونږ به دا مراعات ورته ورکوؤ نو د پوست کاشت دوئ بند کړو۔ حالانکه دغه د افیمو کاشت زمونږه د سوؤنو د زرګونو کالو د پلار نیکه د ټولو نه ښه فصل وو، د آمدن والا فصل وو نو آیا که مونږه بیا د هغې خبره اوکړو او حکومت سره باقاعده، سنټرل حکومت سره خبره اوکړو، مرکزی حکومت سره چې مونږه د دېپه Use او په Misuse، په دواړو باندې پوهیږو، په دنیا کښې داسې یو آپریشن نشته چې هغه بغیر د دغه افیمو د انجکشن نه اوشی او دا ټولے انجکشنے او دغه ټولے دوایانے، په کومو دوایانو کښې چې لګی، دا مونږ د بهر نه Import کوؤ، د بهر نه مونږه راغواړو نو که دا کارخانے هم په دې صوبه کښې اولګی نو زما خیال دے په یو میاشت کښې دننه دننه به درته خلق دومره کارخانے اولګوی او هغه دوایانے چې په کومو کښې پوست استعمالیږی، د هغې کاشت کیږی، په کومو علاقو کښې چې کیږی خو هغه هومره خلق به دومره کاشت کوی چې څومره هغه کارخانے ته ضرورت وی۔

<u>جناب سپیکر</u>: صحیح ده

<u>جناب محمد ارشد خان</u>: او دا صوبائی حکومت په هغې باندې خبره اوکړی، مرکز سره هم خبره اوکړی، د دې ګارنټی د واخلی، د دې اعتبار چې مونږه نه شو ورکولے نو مونږه څه د پاره دلته ناست یو۔ پکار دی چې دا خبره ورته مونږه اوکړو چې مونږ ته دغه مراعات بیا راکړی، واپس راکړی۔ زمونږه ټولے انډسټری، دا مراعات واپس راکړی۔ د دې صوبے چې څومره انډسټرئ دی، دے ټولو ته د بجلئ هغه مراعات، د بهر نه د مشینرئ راوړو هغه مراعات، که دغه نه کوئ نو

دا زمونږ د پلار نیکه فصل دے، پکار دی چې مونږ دغه په خپلوزمکو باندے اوکرواو هغې باندې خپلے کارخانے اوچلوؤ۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

قاری محمد عبداللہ: جناب سپیکر! ایک ضمنی کوئسچن ہے اس میں۔

سید مرید کاظم شاہ: ایک سپلیمنٹری ہے سر، اس میں۔

جناب سپیکر: اچھا مرید کاظم صاحب۔ مشتاق صاحب، اس کے بعد آپ کو۔

سید مرید کاظم شاہ: جناب! اس جز میں انہوں نے دوسرے صفحے پہ جواب دیا ہے جی، کہ شوگر ملیں خام مال یعنی گنے کی گنجائش سے بہت کم فراہمی کی وجہ سے بحران کا شکار ہیں۔ جبکہ ڈی آئی خان میں ہم اتنے تنگ ہیں ملوں سے کہ ہمارا گنا سڑ رہا ہے اور ملیں لے نہیں رہی ہیں۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ بحران کا شکار ہیں جی؟ اس کے لئے میں منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ آپ نے کوئی بندوبست کیا ہے کہ ڈی آئی خان میں اس وقت تمام لوگوں کا جو مال ہے وہ روڈز پر پڑا ہوا ہے اور گنا ملیں نہیں لے رہی ہیں۔ نمبر دو، میں نے کہا ہے کہ گندم کے آٹے کی ملیں ہماری بند ہیں، اس لئے کہ پنجاب اور یہاں کا فرق ہے۔ سر، بات یہ ہے کہ ان کی پالیسی کی وجہ سے یہ فرق ہے جی۔

جناب سپیکر: جی۔

سید مرید کاظم شاہ: میں نے کل بھی یہ عرض کی تھی کہ سیزن میں ہمارے صوبے میں گندم کی قیمت بہت کم تھی، پنجاب میں زیادہ تھی، انہوں نے خریدی نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ جی بحران ہے۔ اگر یہ فلور ملوں کو رعایت دیں، ایسے Loans دیں، کوئی طریقہ بنائیں تاکہ وہ جہاں سے بھی چاہیں گندم خریدیں تو اس سے یہ بحران ختم ہو سکتا ہے، ہماری انڈسٹریز چل سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: مشتاق احمد غنی صاحب۔ امانت شاہ، دد ۂ نہ وروستو۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! اس میں میرا سپلیمنٹری یہ ہے کہ نمبر 3 میں انہوں نے بتایا ہے کہ ملاکنڈ ہائیڈل پاور پراجیکٹ سے کم نرخوں پر انڈسٹری کو بجلی کی فراہمی، جس کا Sick industries پر خوشگوار اثرات پڑیں گے تو یہ زیر غور ہے۔ تو زیر غور تو بہت سی چیزیں اس ملک میں ہوتی ہیں لیکن ان کا حل ہی نہیں نکلتا۔ اس کو Top priority دے کر اس کو حل کیا جائے تاکہ ہماری جو Sick industries ہیں وہ چل

سکیں اور بے روزگاری میں کمی واقع ہو سکے۔ دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ صوبائی سطح پر چیئرمین ایس ڈی اے کی سربراہی میں Industrial facilitation ccommittee بنائی گئی ہے جو کہ کام کر رہی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ کمیٹی کب بنائی گئی ہے؟ ایک سال تو اس گورنمنٹ کا بھی گذر چکا ہے۔ اس طرح ان کمیٹیز کے اوپر Proper check نہ ہونے کی وجہ سے یہ اسی طرح اپنے کام کو Linger on کرتی رہتی ہیں اور ہماری خواہش یہ ہے کہ ہمارے صوبے کی یہ سات آٹھ سو Sick industries جلد از جلد چلیں۔ میری تجویز صرف یہ ہے کہ اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بھی بنا دی جائے Headed by the Minister اور یہ بھی اس سارے معاملے کو دیکھیں، اپنی سفارشات ہاوس میں لے کر آئیں تاکہ کسی طریقے سے ان کو مراعات مل جائیں اور انڈسٹریز چالو ہو جائیں اور لوگوں کو روزگار کی سہولتیں فراہم ہو جائیں۔

جناب سپیکر: جی، امانت شاہ صاحب۔

جناب امانت شاہ: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ ځنګه چې مرید کاظم صاحب دا خبره اوکړله نو یقیناً د سوال د جواب نه مطمئنه ځکه نه یو چې "مزید 12 شوگر ملیں خام مال یعنی گنے کی گنجائش سے بہت کم فراہمی کی وجہ سے بحران کے شکار ہیں" زمونږ پله د ګنو دومره زیات کثرت دے چې نن سبا د انډنټونو د پاره هر سړے منډے وهی، سیاسی اثر و رسوخ دا هر څه استعمالوی خو انډنټ نه ملاویږی۔ د هغې اصل وجه دا ده چې ګنے یقیناً چې ډیر زیات دے، خصوصاً زمونږ په مردان کښې انتهائی زیات ګنے دے۔ دویمه وجه د هغې دا او شوه چې خلق شوګر مل ته ګنے زیات ځکه اوړی چې مخکښې د ګړے کاروبار به د افغانستان سره کیدے شو، اوس نن سبا ګانړئ هم د هغې د وجے نه بند دی چې هغه کاروبار د افغانستان سره بند شو نو اوس پکار دا دی چې زمونږه حکومت په دې باندې څه دلچسپی واخلی چې عوامو ته لږ سهولت راشی او دا خبره چې دوئ کومه کړې ده، دائے غلطه کړې ده چې" گنجائش سے بہت کم فراہمی"، زیاته ده جی، هغوې ورته توجه نه ورکوی، ملونو والا توجه نه ورکوی نو پکار دا ده چې ملونو والا توجه ورکړی او انډنټونه فراهم کړی۔

جناب سپیکر: ملک صاحب۔ میاں نثار گل صاحب، سپلیمنٹری ہے؟

میاں نثار گل: دا جی، دے کښې یو ضمنی سوال دے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

میاں نثار گل: زما یو سوال دے، جز (د) کښې "صوبہ سرحد میں کل 1961 کارخانے ہیں جن میں سے 742 بند ہیں جبکہ 1219 کارخانے چل رہے ہیں" میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 742 کے بارے میں یہ ایوان میں وعدہ کرلیں کہ کتنے کارخانے یہ چالو کریں گے؟ تاکہ بے روزگاروں کو ان میں روزگار مل جائے اگر یہ کچھ کوشش کریں تو 742 میں سے 100 یا 200 کارخانے چالو کرسکتے ہیں کیونکہ اس پر پہلے بھی بحث ہوئی تھی کہ ہم کوشش کریں گے کہ بند کارخانوں کو چالو کیا جائے تو میں ان سے اس ایوان میں وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ ان کی کوشش سے تقریباً کتنے کارخانے چالو ہوسکتے ہیں؟ مجھے یہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزیر صنعت و حرفت: مہربانی جناب، میں ارشد خان صاحب سے عرض کرلوں کہ جس طرح انہوں نے ایک اچھی تجویز دی ہے کہ ٹرائیکا کی میٹنگ ہونی چاہیئے، حکومت مزدور اور کارخانہ دار، ان کی میٹنگ ہونی چاہیئے تاکہ جو بھی کام ہو وہ خوش اسلوبی سے چلے اور بند کارخانوں میں وہ مزدور محنت اور دل لگی سے پھر کام کریں گے۔ تو اس Proposal کو ہم نے عملی شکل دی ہوئی ہے اور ہم انشاءاللہ اس پر کارفرما ہوکر، بلکہ میں آپ کو یہ بتاتا چلوں اور آپ کے علم میں بھی یہ ہے کہ ان میں چند کارخانے اسی گورنمنٹ کے دور میں کھل چلے ہیں اس لئے ان کا Ratio اب 1219 تک پہنچ چکا ہے۔ اور اس کی وجہ سے پہنچے ہیں کیونکہ ہم نے ٹرائیکا، حکومت، مزدور اور کارخانہ دار کی مدد سے، کارخانہ دار کو ابھی میرے خیال میں بہت ہی تسلی ہوئی ہے اور کارخانے چالو ہو رہے ہیں، کچھ چالو ہو چکے ہیں 742 میں سے۔ جس طرح نثار صاحب نے کہا کہ 742 میں ہم مزید کمی کرسکتے ہیں، یقیناً ہم کمی کرسکتے ہیں۔ کل جب میں آپ کے اجلاس سے نکلا تو کراچی سے وزیراعلیٰ نے لوگ بلائے تھے، ان کے ساتھ ہماری میٹنگ ہوئی۔ انہوں نے ہمیں بہت اچھی تجاویز دی ہیں، معدنیات کے متعلق اور Coal کے متعلق اور ان بند کارخانوں کے متعلق، لسٹ ہم نے ان کو دے دی

ہے جو Sick unit ہیں، وہ بروشر ہم نے ان کو مکمل فراہم کر دیا ہے تو وہ انشاءاللہ اس پر کام کر رہے ہیں۔ ہم سے جتنا بھی ممکن ہو سکا تو ان کو، وہ چاہتے ہیں کہ ہم ان کے کارخانوں میں کچھ مدد کریں۔ اسی طرح اٹک آئل ریفائنری والے ہیں، انہوں نے ہمیں آفر دی ہوئی ہے کہ حطار، گدون امازئی میں ہمارے پاک چائینا فرٹیلائزر جو سب سے بڑی یونٹ ہے، ہماری گورنمنٹ کا جو بند پڑا ہے، کئی سالوں سے بند پڑا ہے، انہوں نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ ہم اس کو چالو کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ میں مرید کاظم صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ڈی آئی خان میں، گنا یقیناً زیادہ ہوگا کیونکہ اس کا Catchment area بہت زیادہ ہے، ادھر بھکر اور دوسرے علاقوں سے گنا بہت زیادہ آتا ہے لیکن سر، یہ ہمارا اور مرید کاظم صاحب کا علاقہ ہے، ان کو بھی پتہ ہے اور مجھے بھی پتہ ہے اور Owners آج میرے خیال میں یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، ظفراللہ خان صاحب، بنوں شوگر مل بند ہے، کیوں بند ہے جی؟ گنے کی سپلائی نہ ہونے کی وجہ سے بند ہے۔ ایک مل بند ہونا، مل Owner کی۔۔۔۔۔

جناب ظفراللہ خان: وہ چالو ہو چکی ہے۔ ایک ہفتہ ہوا چالو ہو چکی ہے۔

(قہقہے)

وزیر صنعت و حرفت: بند تھی نا۔ ابھی چالو ہو چکی ہے۔

جناب ظفراللہ خان: اگر آپ نے گنا بھجوانا ہے تو بھجوا دیں۔

(شور)

وزیر صنعت و حرفت: یہ عید کے بعد چالو ہوئی ہے، جی۔

جناب ظفراللہ خان: ایک ہفتہ ہوا ہے، چالو ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر صنعت و حرفت: سر! بات یہ ہے کہ یہ ہاؤس ہے اور یہ بہت اہم پہلو ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ صنعت اور معدنیات پر اگر ہم توجہ دے سکیں تو ہم صوبے کی تقدیر تبدیل کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی گپ کی بات نہیں ہے۔ ہم یہاں سنتے ہیں اور بتاتے ہیں، ہم اپنی مشکلات بھی بتاتے ہیں تو میرا مطلب یہ ہے کہ عید کے بعد یہ چالو ہوئی ہے، گنے کی Catchment، اس کی کمی ہے اور خود انہوں نے مجھے یہی کہا تھا کہ ہمیں کمی

ہے۔ بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں چقندر ہیں، مردان تومالامال ہے اس فصل سے اور وہاں ایک ہی شوگر مل ہے، ہوسکتا ہے وہاں پر انڈنٹ کی کمی ہو لیکن یہاں پر یہ بات نہیں ہے۔ نمبر 3 بات جو ہمارے مشتاق غنی صاحب نے سمال انڈسٹریز کے بارے میں کہی تو ہم نے تو آفر کی ہوئی ہے۔ یہ ہمارے ساتھ ملاکنڈ 3 جس کی 89 میگاواٹ پیداوار انشاءاللہ ہوگی اور یہ بھی Fluctuated ہے۔ بعض موقعوں پر یہ 41 میگاواٹ پر آجاتی ہے تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ واپڈا کو اس پر راضی کرلیں کہ وہ ہم سے یہ بجلی لے لیں اور جہاں پر ہمیں ضرورت ہے، انڈسٹریل اسٹیٹ کو ضرورت ہے وہاں پر ہمیں بجلی دیں تاکہ ہم ان کو سستے نرخوں پر بجلی دے سکیں۔ ہمارے تقریباً کئی اجلاس ہوئے ہیں پچھلے مہینے بھی واپڈا اور شیڈو اکا اجلاس ہوا تو ہماری کوشش یہی ہوگی کہ یہ بجلی ہم واپڈا کو دے دیں اور جہاں ہمیں چاہئیے، واپڈا ہمیں سستے نرخ پر بجلی دے دیں تو یہ صنعتکاروں کے لئے بھی ایک Attraction بنے گی اور اس سے بجلی۔۔۔۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>: جناب سپیکر صاحب!

<u>وزیر صنعت و حرفت</u>: اور یہ جو ایس ڈی اے کے چیئرمین کی سربراہی میں کمیٹی بنائی گئی ہے Reviving کے لئے تو یہ ابھی چند دن ہوئے ہیں کہ یہ کمیٹی ہم نے بنائی ہے تاکہ ہم کسی طرح سے دوبارہ اس کو چالو کر سکیں، تقریباً پندرہ بیس دن ہوگئے ہیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: اچھا۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>: سپیکر صاحب! یو شارټ کټ کوئسچن دے۔۔۔۔

<u>جناب محمد ارشد خان</u>: یو خو جي، په دې خبره د غه شوې ده چې د ظفر اعظم صاحب په ذریعه باندې دا په بنه طریقه کیدے شی، په 1996 کښې بیا زمونږه دا شوګرمل بند شوې دے او د هغې بار بار د، عدالتی فیصلو باندې خو مونږ ته د خبرو اجازت نشته خو مونږ وایو چې دے عدالتی فیصلو باندے د عمل اوشی۔ عدالت دا فیصله کړې ده چې مزدورانو ته چې څومره پیسے د مزدورانو په مالکانو باندې پاتے دی، دا د ورته ورکړے شی۔ اووه کاله پس هم هغه مالکان شته، هر کال راځی چې مونږ د دې سیزن نه دا شروع کوؤ، دے سیزن نه او مزدورانو ته ئے اوسه پورے پیسے نه دی ورکړی نو که دا مل چالو کوی او که نه چالو کوی خو مهربانی د اوکړی ظفر اعظم صاحب د دې مالکانو ته اووائی چې

دے عدالتی فیصلے باندې عمل اوکړی او دغه پیسے مزدورانو ته مهربانی اوکړی ورکړی۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب، جس کمیٹی کا میں نے ذکر کیا تھا، انہوں نے فرمایا ہے کہ سرکاری کمیٹی ایک بنی ہوئی ہے تو ایسی کمیٹیاں تو ماضی میں بھی بنتی رہی ہیں اور وہ کوئی خاص Performance نہیں دیتیں۔ کیونکہ یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے تو میری گزارش ہے کہ اس میں ان ہی کی سربراہی میں ہاؤس کی ایک کمیٹی Form کریں جو سارے معاملے کو دیکھیں اور اپنی مثبت تجاویز دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں انڈسٹریز میں Already یہ کمیٹی ہے۔

جناب مشتاق احمد غنی: اس کو یہ کام دے دیں، اس کو یہ ٹاسک دے دیں۔

جناب سپیکر: اس کمیٹی کو Suomoto لے لینا چاہیئے، منسٹر صاحب اس کے Ex-officio member ہیں۔

وزیر صنعت و حرفت: میں آپ کی وساطت سے سے مشتاق غنی صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کمیٹی کے علاوہ بھی ہم نے اپنے بھائی چارے کی حیثیت سے، محمد ارشد خان ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ہم اس پر کام کر رہے ہیں اور ہمارے شاہ صاحب بھی ہمارے ساتھ ہیں، ہم اس پر Privately کام کر رہے ہیں کہ ہم کیا کیا اچھے اچھے اقدامات کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: مرید کاظم صاحب۔

سید مرید کاظم شاہ: سر، یہ ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ملیں بند ہیں۔ چلیں ظفر صاحب نے کہا ہے کہ بند نہیں ہیں سر، یہ ملیں اس لئے لیٹ چالو ہوئی ہیں، ظفر بھائی خفہ نہیں ہوں، کہ انہوں نے ریٹس پر زمینداروں کو تباہ کرنا چاہا کہ ہم لیٹ گنا لیں گے نہیں تو لوگوں کا ریٹ کم آئے گا۔ اس پر یہ ہمیں Ensure کریں، فوڈ منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور انڈسٹریز کے منسٹر بھی، تو یہ ریٹس کا فیصلہ کریں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ڈی آئی خان اور بنوں کے ملوں کے لئے گنا ڈی آئی خان میں بالکل کافی ہے۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! زما یو شارټ کټ غوندې کوئسچن دے۔ منسټر صاحب خو دلته بنه خبرې اوکړے خو د ده په جواب کښې او په Written جواب کښې ډير لوئے فرق دے ځکه ده پخپله دلته کښې اووئیل چې "صوبائی

حکومت کے ساتھ تجویز زیر غور ہے" یعنی دے صوبائی حکومت، کوم صوبائی حکومت سره تجویز زیر غور دے ؟ دے مونږ ته جواب کوی په اسمبلئ کښې، دا اوګورئ "صنعتوں کو فعال بنانے کے لئے ملاکنڈ ڈویژن ہائڈل پراجیکٹ 3سے کم نرخوں پر بجلی کی فراہمی کے لئے صوبائی حکومت کے ساتھ تجویز زیر غور ہے" صوبائی حکومت څوک دے چې د هغه سره تجویز زیرغور دے ؟ دا جواب د دې مونږه ته را کړی۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

جناب پیر محمد خان: د ویمه خبره دا "تجویز زیر غور" کب تک رہے گا ؟ دا وضاحت د مونږه ته او کړی۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

جناب پیر محمد خان: او دریم سوال دا دے چې ده چې کومه کمیټی، دے وائی چې مونږه جوړه کړې ده، د دې کمیټئ رپورټ به دے اسمبلئ کښې کله پیش کیږی ؟

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزیر صنعت و حرفت: میں تو پیر محمد خان کی یہ بات نہیں سمجھ سکا کہ انہوں نے کہا کہ میرے اور یہاں کے جواب میں تضاد ہے، پہلے وہ یہ بتائیں کہ تضاد کہاں ہے ؟

جناب سپیکر: نہیں، صوبائی حکومت کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ ----۔

جناب پیر محمد خان: صوبائی حکومت، یہ وضاحت کریں کہ صوبائی حکومت کون ہے ؟

جناب سپیکر: کہ صوبائی، Provincial Government means the Government of the N W F P یا کوئی اور ہے، کون ہے ؟

جناب پیر محمد خان: یہ جواب آپ کا ہے۔ آپ منسٹر ہیں، جواب آپ دے رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ صوبائی حکومت کے ساتھ زیر غور ہے۔

وزیر صنعت و حرفت: ہم نہیں، ہم NWFP Government, we are Government, go ahead.

جناب سپیکر: جی ہاں، Next سوال نمبر 736م جناب محمد امین صاحب۔

* 736 _ جناب محمد امین: کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبے میں بے روزگار نوجوانوں کو ہنر مند بنانے کے لئے مختلف اضلاع میں ٹیکنکل اینڈ ووکیشنل ادارے قائم ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ اس طرح کا ایک ادارہ ضلع سوات میں بھی قائم ہے؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ ان اداروں کو مناسب مقدار میں ٹریننگ میٹریل اور فنڈز فراہم نہیں کئے جا رہے ہیں؛

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ مناسب ٹریننگ میٹریل اور فنڈز کی عدم فراہمی کی وجہ سے ان کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے اور لوگوں کا اعتماد بھی ختم ہو رہا ہے؛

(ہ) اگر (الف) تا (د) کے جوابات اثبات میں ہوں تو ضلع سوات میں قائم ٹی ٹی سی میں داخل ہنر مند نوجوانوں اور انسٹرکٹرز کی کل تعداد اور ادارہ کو سال 04-2003, 03-2002 میں فراہم کردہ ٹریننگ میٹریل اور مختص رقم کی تفصیلات الگ الگ بتائی جائیں؟

وزیر صنعت و حرفت: (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) ٹریننگ میٹریل کی مد میں پچھلے دو سالوں میں درج ذیل فنڈز جاری کئے گئے۔

مالی سال 03-2002 میں مختص رقم -/1,60,000 مالی سال 04-2003 میں مختص رقم -/1,80,000

سال 04-2003 میں کل 255 طلباء مختلف ٹریڈز (ہنر) میں زیر تربیت تھے۔ ٹریننگ میٹریل کی مد میں کل رقم -/1,80,000 روپے ملی۔ فی طلباء کو 59 روپے ماہانہ ٹریننگ میٹریل ملا جو کہ معیاری تربیت کے لئے ناکافی ہے۔ معیاری تربیت کے لئے کم از کم 250 روپے ماہوار فی طلباء کے حساب سے ٹریننگ میٹریل کی مد میں فنڈز درکار ہیں۔

(د) یہ بات درست ہے کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے معیار تربیت پر پڑ رہا ہے اور ہنر مندی کی صحیح تربیت نیشنل سکل سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں دی جا رہی ہے۔ اس لئے ٹریننگ کی مد میں مطلوبہ فنڈز کا مہیا کرنا معیاری

تربیت کے لئے ضروری ہے۔ یہ سب کچھ ضلعی حکومتوں کی طرف سے بجٹ کی غیر منصفانہ ترسیل کی بدولت ہے۔

(ہ) ضلع سوات میں مینگورہ کے مقام پر ٹی ٹی سی میں طلباء کی تعداد 2002 میں 240 تھی جبکہ 2003 میں 255 تھی۔ جس کی درجہ وار تفصیل درج ہے جبکہ انسٹرکٹرز میں بجٹ کی تفصیل الگ جدول میں دی گئی ہے۔

گورنمنٹ ٹیکنکل اور ووکیشنل ٹریننگ سنٹر مینگورہ سوات میں داخلہ کی گنجائش اور طلباء کی تعداد کا کیفیت نامہ نومبر 2002 (اوقات صبح)

(تفصیل ایوان کو فراہم کی گی)

جناب محمد امین: شکریه، جناب سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! دے کښې زما یو ضمني کوئسچن هم دے خو دے سره سره زه دا هم عرض کول غواړمه چې په ثابته صوبه کښې بے شمیره ټیکنیکل ووکیشنل سنټرے قائمے دی خو د هغې معیار او هغې باندې چې کوم دغه دے، د هغې پوزیشن دا دے چې په سوات کښې یو سنټر دے T.T.C Training Centre، په هغې کښې 255 طالبعلمان داخل دی خو یو طالبعلم ته ماهانه د ټریننګ د پاره صرف 59 روپئ ملاویږي او بیا په هغې کښې دا خبره هم ده چې د هغې چې کوم سینیئر انسټرکټرز دی، اووه سیټونه دی په هغې کښې او په هغې کښې صرف یو سینیئر انسټرکټر ډرافټسمین شته او باقي شپږ انسټرکټرز نیشته نو دا مسئله ده او بله بنیادي خبره دا ده چې دوئ د دې خبرې اعتراف هم کړے دے، محکمے، چې فنډز هم مونږه کم ورکوؤ او انسټرکټرز هم نیشته دے او دا د عدم توجهئ شکار دے خو دے سره سره دوئ دا وئیلی دی چې "یہ سب کچھ ضلعی حکومتوں کی طرف سے بجٹ کی غیرمنصفانہ تقسیم کی بدولت ہے" نو دومره قیمتي ادارے چې هغې‌کښې په زرګونو سټوډنټان سبق وائي او دهغې باوجود هغوې ته فنډز کم ملاویږي، انسټرکټرز ئے نشته دے نو په دې باندې توجه ورکول پکار دی او پکار دی چې حکومت د دې څه بندوبست اوکړي۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

جناب نادر شاہ: سپیکر صاحب! دے کښې زما یو ضمنی سوال دے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں، نادر شاہ صاحب، جی۔

جناب نادر شاہ: جی دے کښې زما ضمنی سوال دا دے چې دوئ وائی چې 59 روپئ حکومت ورکوی او 250 روپئ پکار دی نو زه وزیر صاحب نه دا تپوس کوم چې آیا دوئ دا یقین دهانی ورکوی چې دا پوره 250روپئی ماهانه فی سټوډنټ ته چې کوم Material provide کوی، دا ورکړی۔ دویم کوئسچن زما د دوئ نه دا دے چې ضلعی حکومت ته چې دوئ کوم فنډ ورکړے دے نو پکار ده چې هغوی نه دا تپوس اوکړی چې دوئ ته دا فنډ یا بجټ چې کوم دے، دے ټی ټی سی سنټرته په صحیح طریقه ورکوی چې د هغوې اخراجات پوره کیږی۔ دے باره کښې زما سوال دے جی۔

جناب فرید خان: ضمنی کوئسچن دے جی۔

جناب سپیکر: جی۔

سید مرید کاظم شاہ: میرا بھی ضمنی ہے، جیسا کہ نادر شاہ صاحب نے کہا ہے، ضلعی حکومتوں کے فنڈز کی انہوں نے بات کی ہے سر، کیا گورنمنٹ کی کوئی تجویز ہے کہ اس کی منصفانہ تقسیم کرے، ضلعی حکومتوں کو کوئی ایسا لائحہ عمل دیا ہوا ہے۔ اگر یہ سلسلہ اس طرح چلتا رہا اور ضلعی حکومتوں پر یہ ذمہ داری ڈالتے رہے تو یہ تو معاملہ ایسا ہی ہوگا، یہ ہر چیز ضلعی حکومتوں پر ڈالتے ہیں تو یہ تو کوئی جواب نہیں ہے جی۔ کیا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے؟ کہ ضلعی حکومتوں کو اس فنڈ کی فراہمی کے لئے پابند کریں جی۔

جناب سپیکر: فرید خان صاحب۔

جناب فرید خان: محترم جناب سپیکر صاحب! دا ووکیشنل ټریننګ سنټرے په صوبه کښې په مختلف ځایونو کښې قائم دی خو تر اوسه پورے د هغوې سره بلډنګونه نشته او د هغوې مشینری سالها سال په مختلفو ګودامونو کښې او په تهه خانون کښې پرته وی، زنګ شوه او خرابه شوه۔ زمونږ په دیر بالا کښې هم دغه شان یو ووکیشنل ټریننګ سنټر قائم دے، بلډنګ ورسره نشته، زمونږه کمیټی هم په دې اسمبلئ کښې جوړه شوې وه، د منسټر صاحب او د سردار ادریس صاحب او زما کمیټی جوړه شوې وه، په هغې تر اوسه پورے غور اونه شو، د هغې مشینری زړه

شوه او زنګ شوه، هغوي سره بلډنګ د هغې د پاره نشته، هغې د پاره کميټي جوړه شوه۔ مونږ ورله د بلډنګ غم کوؤ خو تراوسه پورے هغې باندې، ما ورسره بار بار رابطه هم اوکړه خو د هغې مونږ ته څه رزلټ رانغلو۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

وزیر صنعت و حرفت: جناب سپیکر صاحب! یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ٹریننگ میٹریل کے لئے 250 روپے درکار ہیں، بالکل واضح بات ہے روز روشن کی طرح اور گورنمنٹ کی مجبوری اور فنڈز کی کمی کی وجہ سے 59 روپے وہ دے رہے ہیں جو مسلسل ہمارے لئے ایک تکلیف دہ بات اس لئے ہے کہ ہم اس صوبے میں ہنر مند لوگوں کو کم ہنر دلا سکتے ہیں اور مکمل ہنر مند آدمی صوبے میں Produce نہیں کر سکتے۔ اس پر ہماری ان شاءاللہ پوری پوری کوشش ہے کہ آئندہ، Next year، یہ تو چھوڑیں جی کہ یہ 59 روپے دے رہے ہیں، آپ اگر آگے جائیں تو میں آپ کو بتادوں کہ ٹیکنکل ایجوکیشن کے ہر ایک ووکیشنل سنٹر یا کالج میں سٹاف کی بہت کمی ہے۔ اس لئے جو مشینری آئی ہوئی ہے وہ مشینری اسی طرح پڑی ہوئی ہے، جس طرح ہمارے بہت سارے کالجوں میں آج تک، میں نے سمری Move کی ہوئی ہے۔ سب سے پہلے میری خواہش ہے کہ ٹیکنکل کالجز اور ووکیشنل کالجز میں سٹاف کی جتنی کمی ہے، سب سے پہلے Priority اس کو دی جائے تاکہ سٹاف کی کمی پوری ہو جائے۔ انشاءاللہ میں یقین رکھتا ہوں کہ Next session میں ہمارے سٹاف کی کمی پوری ہو گی اور اسی طرح طلباء کے لئے جو 59 روپے ہیں، انشاءاللہ جس طرح آپ نے فرمایا، اسے زیادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور باقی رہا ضلعی حکومت، ضلعی حکومت کے ساتھ میرا صاف ستھرا معاملہ یہ ہے، میں مزید کاظم صاحب کے سوال کا جواب دے رہا ہوں کہ یہ ووکیشنل کالجز پیشہ ورانہ کالجز ہیں، یہ Devolution plan میں آتے ہی نہیں ہیں تو ان لوگوں نے کس طرح ضلع کے حوالے کئے ہوئے ہیں؟ یہ پروفیشنل کالجز، یہ پیشہ ورانہ کالجز ہیں، اس کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ ان کو ضلعوں کے حوالے کریں۔ Devolution plan میں یہ نہیں آتے تو کس طرح اس پر ڈسٹرکٹ کونسل والوں نے، لیکن بات دراصل یہ ہے کہ یہاں پر جس نے جس پر قبضہ کر لیا ہے، پتہ نہیں چلتا کہ یہ ہمارے دائرہ اختیار میں ہے کہ نہیں؟ لیکن میں جہاں تک سمجھتا ہوں کہ یہ پیشہ ورانہ کالجز ہیں اور ان کے ساتھ ڈسٹرکٹ کونسل کا کوئی کام نہیں ہے، پیشہ ورانہ کالجز Devolution plan میں نہیں آتے ہیں جی۔ دوسری جو

مشینری کی بات فرید خان صاحب نے کہی، فرید خان صاحب کے پاس جو مشینری گئی ہوئی ہے، میں نے ان کے نوٹس میں لایا تھا، یہ بڑی عجیب طریقے سے کوہاٹ سے اٹھا کر ادھر لے جائی گئی تھی اور مجھے تو اور بھی دکھ ہو رہا ہے کہ وہ مشینری وہاں پر ضائع اور زنگ آلود ہو رہی ہے لیکن ڈسٹرکٹ ناظم نے وہاں ایک وعدہ کیا تھا کہ ہم وہاں پر فری بلڈنگ دیں گے۔ میرے خیال میں چند دن ہوئے ہیں کہ طارق اللہ خان نے ہمیں فون بھی کیا تھا کہ بھائی، آپ آجائیں اور اس مشینری کا کچھ کر لیں، کل بھی یہاں اسمبلی میں یہی بات ہوئی ہے تو ہم اس مشینری کے ساتھ ساتھ، یہاں صوابی میں جو کالج کے لئے مشینری خریدی گئی ہے، اس کے لئے بھی ان شاء اللہ بہت جلد انتظام ہو جائے گا اور ہم اور طارق اللہ خان یہ اکھٹے۔۔۔۔

جناب محمد امین: جناب سپیکر صاحب! سوات ټیکنیکل سنټر کښې د سټاف متعلق د وئ څه یقین د هانی ورنه کړه؟

وزیر صنعت و حرفت: جی، میں نے جواب دے دیا ہے کہ میں نے سمری بھیجی ہوئی ہے۔ پولی ٹیکنیک کالجوں میں سارے، میرے خیال میں 77 ہیں یا جتنے بھی کالج ہیں، میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ کرک اور بنوں کو ایک ہی پرنسپل اور ایک ہی سٹاف، دونوں کالجز چلا رہے ہیں، اس میں اتنی کمی ہے سٹاف کی۔

جناب سپیکر: Next، سوال نمبر۔۔۔۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! دے کښې لږ غوندې تپوس کوم د منسټر صاحب نه، د وئ خو ټولے د اپوزیشن یو قسم غوندې مطالبے اوکړے چې "ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا کیا رول ہے" تو اس کا اپنا کیا رول ہے اس میں، اس میں ابھی تک انہوں نے ایک سال میں کیا کیا ہے؟

(تالیاں)

وزیر صنعت و حرفت: پیر محمد خان صاحب نے جو میرے رول کے متعلق پوچھا تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ انہوں نے سینیئر پارلیمنٹرین ہوتے ہوئے آج تک یہ محسوس نہیں کیا کہ Devolution plan میں کون کونسے محکمے آتے ہیں؟ (تالیاں) اور یہی محکمے ان کی وجہ سے، ایسے سینیئر لوگوں کی وجہ سے Devolution plan میں نہ آنے کے باوجود بھی ڈسٹرکٹس کو چلے گئے ہیں اور آج میں بتا رہا

ہوں ان کو کہ میں ڈسٹرکٹ کے ساتھ یہ معاملہ اٹھاؤں گا کہ یہ آپ کا کام نہیں ہے، یہ صوبے کا کام ہے، یہ کالجز صوبے کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں، آپ کے دائرہ اختیار میں نہیں آتے۔ For your kind information Sir-----

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ ناظم پر آپ نے اتنا بڑا اعتماد کیوں کیا؟ (تالیاں) کیا، اب تک ان کے ساتھ معاملہ ہوا ہے، آپ نے کسی ممبر کو اس میں Involve کیا ہے؟

جناب سپیکر: Next، محترمہ نعیم اختر صاحبہ۔ سوال نمبر 757۔

* 757 _ محترمہ نعیمہ اختر: کیا وزیر صنعت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تخت بھائی ضلع مردان میں پولی ٹیکنیک انسٹیوٹ کی منظوری دی ہے؛

(ب) آیا یہ درست ہے کہ مذکورہ انسٹیٹیوٹ کے لئے عمارت بنائی گئی ہے، فرنیچر اور مشینری بھی خریدی گئی ہے؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(1) تاحال کتنے اضلاع میں پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ قائم ہیں؛

(2) تخت بھائی پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ کا فرنیچر اور مشینری کہاں ہے اور اس پر کتنی لاگت آگئی ہے؛

(3) حکومت اس ادارے کو کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت و حرفت: (الف) جی ہاں۔

(ب) چند تکنیکی وجوہات کی بناء پر محکمہ ورکس اینڈ سروسز نے انسٹیٹوٹ ہذا کی عمارت کو بروقت مکمل نہ کیا۔ ان وجوہات میں انسٹیٹیوٹ کی چار دیواری اور بنیادوں میں منظور شدہ تخمینہ سے اضافی خرچہ کیا گیا جس کی وجہ سے اس منصوبہ کو دوبارہ نظر ثانی شدہ تخمینہ کے تحت صوبائی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات سے منظور کروایا گیا اور مالی سال 2002-03 میں عمارت کی تکمیل کے لئے درکار رقم محکمہ ورکس اینڈ سروسز کو جاری کی گئی لیکن محکمہ مذکورہ اس رقم کو استعمال نہ کر سکا جس کی وجہ سے عمارت پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکی۔ اب

موجودہ مالی سال میں مردان کی ضلعی حکومت نے اس عمارت کی تکمیل کے لئے درکار رقم منظور کی ہے اور محکمہ ورکس اینڈ سروسز اس ادارے کے باقی ماندہ تعمیراتی کام کو اس مالی سال یعنی جون 2004 تک مکمل کر کے فنی تعلیم کے حوالہ کر دے گا۔ فرنیچر اور مشینری اس ادارہ کے لئے خریدی گئی ہے۔

(ج) (1) ضلع مردان کے علاوہ دیگر اضلاع میں پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ قائم ہیں۔

(2) فرنیچر اور مشینری گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ پلوسہ چارسدہ جو کہ نزدیک ترین جگہ ہے، میں رکھی گئی ہے اور اس پر 17 ملین روپے لاگت آئی ہے۔

(3) عمارتی کام موجودہ مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔ اور کلاسوں کا اجراء میٹرک کے رزلٹ کے فوراً گر دیا جائے گا۔

محترمہ نعیمہ اختر: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: مطمئن ہیں، آپ؟

محترمہ نعیمہ اختر: نہ جی۔ جناب سپیکر صاحب، اس میں تو میرا پہلا کوئسچن ہی یہ ہے کہ 04-2003 میں اس کے لئے ورکس اینڈ سروسز نے جو رقم مہیا کی تھی وہ محکمہ نے استعمال نہیں کی تو اس نے کیوں استعمال نہیں کی جبکہ اسے رقم بھی مہیا کی گئی تھی؟ دوسرا کوئسچن میرا یہ ہے کہ اگر ابھی تک اس پر کام شروع نہیں ہو رہا تو تین سال پہلے اس کے لئے کروڑوں کی مشینری کیوں خریدی گئی؟ جواب زنگ آلود اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اس میں میرا آخری کوئسچن یہ ہے کہ میٹرک کے رزلٹ کے بعد کہہ رہے ہیں کہ یہ کھل جائے گا تو اگر میٹرک کے رزلٹ کے بعد بھی یہ نہ کھلا تو پھر ہم اس پر استحقاق پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی۔

جناب نادر شاہ: سپیکر صاحب! پہ دې باره کښې زما یو ضمنی کوئسچن دے۔

وزیر صنعت وحرفت: جواب خومے درکړو کنه۔

جناب نادر شاہ: جی، تاسو جی لږ انتظار اوکړئ یو خو دا ده چې په 03-2002 کښې دے د پاره پیسے مقرر شوې دی، دا خرچ هم نه شوې۔ په دې باره کښې زمونږه وزیر صنعت صاحب به انکوائری اوکړی اوکه نه؟ دا یو پوره سکینډل دے۔ دویمه په دې کښې دا خبره ده چې دا فرنیچر او دا مشینری، دا د مخکښې نه

اغستې شوې ده، آیا دے باره کښې هم دوئ د انکوائری څه اراده لری، چې دے کښې انکوائری اوشی چې یره دا ولے ؟ مطلب دا دے چې کالج تیار نه دے او مشینری او سامان د هغې د پاره اغستې شوې دے او دریم تپوس د دوئ نه دا دے چې دوئ د جون دا خبره لیکلے ده چې یره د دې افتتاح به کیږی نو یو خو د دې تاریخ د مونږه ته اوښائی چې د دې به کله افتتاح کیږی؟ او دویمه خبره دا ده چې دے کالج ته به سټاف کله ورکوی؟ دا د مونږه ته وضاحت اوکړی۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب۔

جناب عتیق الرحمان: جناب سپیکر صاحب! زما هم یو ضمنی دے۔

جناب سپیکر: په مردان کښې ته څه وائے یره ؟

جناب عتیق الرحمان: مردان نه دے ، دلته کښې جی ضلع مردان نه بغیر ئے لیکلی دی چې "بارہ اضلاع میں پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس موجود ہیں" هغه کومے دی، نو مونه د لږ مونږه ته اوښائی ؟

جناب سپیکر: ښه جی۔

وزیر صنعت و حرفت: میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ صوبہ سرحد میں چوبیس اضلاع ہیں اور بارہ اضلاع میں، شاید ان کے علم میں نہ ہو، یہ سمجھتے ہیں کہ شاید بارہ اضلاع ہیں صوبہ سرحد میں۔

جناب سپیکر: یہ بتائیں کہ بونیر اس میں شامل ہے یا نہیں؟

(قہقہے)

وزیر صنعت و حرفت: اگر ان کو یہ چاہیئے کہ وہ کون سے بارہ اضلاع میں ہیں تو وہ فریش کوسچن لائیں؟ ہم ان کو بتادیں گے کہ ان ان اضلاع میں ہیں، باقی رہا پولی ٹیکنیک کالج کا ٹھیکہ جو ورکس اینڈ سروسز کر رہا تھا، زیادہ تخمینہ رقم لگا کر چاردیواری پر اور غیر متعلقہ چیزوں پر، تو انہوں نے Revised estimate بھیج دیئے، Revised estimate پھر وہاں سے Approve ہو کر ورکس اینڈ سروسز کے پاس گئے ہوئے ہیں لیکن میں شاہ صاحب کے ساتھ متفق ہوں اس معاملے میں جی، کہ اس میں، ہم نے اور مردان کے ایم پی اے حضرات نے تقریباً پہلے سے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ہم جائیں گے، اس میں ہمیں کچھ کالا کالا نظر آرہا ہے

اور ہم اس کی تحقیق کریں گے۔ تقریباً مردان کے ایم پی ایز اور میں ساتھ مل کر وہاں جائے گے اور اس میں جو بھی غلط کام ہوا ہو اس کی نشاندہی کریں گے اور یہاں ہاؤس کے سامنے، (مداخلت) مردان کے ایم پی ایز، آپ بھی مردان کے ہیں نا۔

جناب سپیکر: نہیں، مردان کے ایم پی ایز کا ذکر کیا ہے۔

وزیر صنعت وحرفت: مردان کے ایم پی اے، تو آپ ہیں نا۔

محترمہ نعیمہ اختر: اس کو بھی اس میں شامل کریں، پھر تو ایک۔۔۔۔۔

وزیر صنعت وحرفت: دوسری رہی مشینری کی بات سر، مشینری کے لئے اکثر ہمیں سعودی عرب سے Donation ملتی ہے، ورلڈ بنک کی طرف سے، اگر مشینری نہ خریدی جائے تو ورلڈ بنک کے پیسے Lapse ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جب کمیٹی جائے گی تو سارے Terms of references کو دیکھے گی۔

وزیر صنعت وحرف: نہیں، بلڈنگ کے متعلق میں بات کہہ رہا ہوں، اس کے دو پورشنز ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، مشینری کے، کہ واقعی یہ پراونشل پیسے تھے یا ڈونرز کے پیسے تھے؟ جو وہ Lapse ہو گئے۔

وزیر صنعت وحرفت: وہ،۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آجائے گی نا۔Next۔۔۔۔۔

محترمہ نعیمہ اختر: جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

جناب نادر شاہ: زما یو گزارش دے چې کله به دوئ ممبرانو سره یو Date fix کړی چې تاریخ کیږدی، چې کله به دوئ مردان ته راشی چې دا مشینری او دا ځائے مونږه اوګورو؟

جناب محمد ارشد خان: سپیکر صاحب! په دې باندې یو ډیره ضروری خبره ده۔

جناب سپیکر: ارشد خان صاحب۔

جناب محمد ارشد خان: زما خیال دے که تاسو دے جواب ته اوکتل نو وائی چې دا تحت بهائی ټیکنیکل کالج نامکمله دے، دیوالونه ئے پاتے دی او دا مشینری چې

کومه ده، دا په چارسده کښې په پلوسه کښې یو ټیکنیکل انسټی ټیوټ دے، په هغې کښې پرته ده. هغې پلوسے والا، چارسدے والا ټیکنیکل انسټی ټیوټ خپله درخواستونه کړی دی چې مونږ سره فرنیچر او مشینری نیشته نو چونکه دا لا نامکمله دے او هغوی درخواستونه کړی دی نو دا مشینری، (قهقهے) دا مشینری د هغوی ته حواله شی او چې دا کله مکمل شی نو دوئ له د بیا نوره واخلی.

محترمہ نعیمہ اختر: جناب سپیکر صاحب! جس طرح منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ سامان کی خریداری میں گھپلے ہوئے تو اس کو یا تو کمیٹی کے حوالے کریں یا یہ ہمیں Date بتائیں کہ کب تک اس کی انکوائری کرائیں گے؟

جناب سپیکر: ظفر اعظم صاحب کب تک؟ مطلب یہ ہے کہ -----

محترمہ نعیمہ اختر: کمیٹی کے حوالے کر دیں جی۔

وزیر صنعت و حرفت: اسمبلی کا اجلاس ختم ہونے کے بعد، ہم اس میں جی، پوری تحقیق کریں گے اور پوری ڈیٹیل، ڈیپارٹمنٹ کو ساتھ لے جانا ہے تو اس کے لئے ایک Full day یا دو دن چاہیئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر صنعت و حرفت: اور ان شاءاللہ کریں گے۔

جناب سپیکر: Next سوال نمبر 347 ڈاکٹر ذاکر اللہ خان (Absent)۔ جی Next قاری عبداللہ صاحب۔

* 649 _ قاری محمد عبداللہ: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ہنگو میں زراعت کے شعبے کا ضلع دفتر بمعہ سٹاف موجود ہے؛

(ب) آیا یہ درست ہے کہ ان کے پاس ضلع کے لئے مختلف پراجیکٹ ہیں؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ محکمہ کے پاس قیمتی حکومتی مشینری بھی موجود ہے؛

(د) آیا یہ درست ہے کہ مذکورہ محکمہ نے زراعت کے شعبے میں ضلع ہنگو میں کوئی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا ہے؛

(ہ) اگر(الف)تا(د) کے جوابات اثبات میں ہوں تو محکمہ زراعت ضلع ہنگو، اپنے مکمل سٹاف، حکومتی مشینری یعنی بلڈوزروں، ٹریکٹرز اور دیگر گاڑیوں وغیرہ، 10 اکتوبر 2002 سے تاحال، کی تعمیری کارکردگی کی تفصیل فراہم کرے؟

قاری محمود(وزیر زراعت): (الف) ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ فی الحال ضلع ہنگو میں زراعت کے شعبہ میں کسی قسم کا پراجیکٹ نہیں چل رہا ہے۔

(ج) ایگزیکٹیو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت کے پاس تین عدد بلڈوزر اور دیگر زرعی آلات ہیں، مذکورہ بلڈوزروں نے اپنی لائف ٹائم پوری کی ہے۔ ضروری مرمتی کے لئے فنڈ درکار ہے۔ اس کے علاوہ بارانی پراجیکٹ فیز 1 میں دو عدد ٹریکٹر ہنگو کو دیئے گئے ہیں۔ جو کہ عدم دستیابی فنڈ کی وجہ سے خراب پڑے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر زرعی آلات بارانی پراجیکٹ کو ملے ہیں۔

(د) چونکہ ضلع ہنگو کو 01-07-2001 کو ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔ ترقیاتی کاموں کے لئے کسی قسم کا بجٹ نہیں دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کو مختلف قسم کے اے ڈی پیز داخل کئے گئے ہیں۔ امید ہے بارانی پراجیکٹ کے تحت ترقیاتی کام شروع کئے جائیں گے۔ محکمہ ہذا نے اپنی حتی المقدور کوشش کی ہے۔ ضلع ہنگو میں گندم، کھاد، زرعی ادویات وغیرہ زمینداروں کو ان کی دہلیز پر پہنچائی گئی ہیں۔ سال 2003-04 کے ربیع سیزن کے لئے مختلف اقسام اور کھاد کا بندوبست کیا گیا ہے۔ زرعی انجینئرنگ کے بلڈوزر زمینداروں کو دیئے جارہے ہیں۔ اس کے علاوہ قلیل سٹاف کے باوجود زمینداروں سے رابطہ کئے جارہے ہیں اور زرعی تعلیم دی جارہی ہے۔ ان شاءاللہ بہت جلد ضلع ہنگو کے زمیندار زراعت میں خود کفیل ہو جائیں گے۔ لہٰذا یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ زراعت نے ضلع ہنگو میں کوئی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔

(ہ) 10 اکتوبر 2002 سے تاحال کی تعمیری کارکردگی مندرجہ ذیل ہے:

1۔ بلڈوزر نے کام کیا۔ 474 گھنٹے۔

2۔ زمیندار مستفید ہوئے۔ 7

3۔ کل آمدنی بذریعہ بلڈوزر۔ 1,78,833/- روپے۔

4۔رقم جمع شدہ بذریعہ چالان۔/1,37,713روپے۔

5۔رقم واجب الادابذمہ زمیندران۔/41,120روپے۔

مزید براں زرعی ترقی کی ترویج میں زمینداروں کے ساتھ رابطہ، نمائشی پلاٹ کاانعقاداور گندم کے تخم کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا۔

جناب سپیکر: مطمئن ہیں آپ؟

قاری محمد عبداللہ: جناب سپیکر، انہوں نے محکمے کی کارکردگی کے بارے میں لکھاہے کہ محکمے کی کارکردگی مجموعی طور پر بہتر ہےاور یہ بھی کہاہے کہ "لہذا یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ ذراعت نے ضلع ہنگو میں کوئی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیاہے" ضلع ہنگو میں ذراعت کے شعبے میں جہاں تک مجھے معلومات ہیں، جو ضلعی ہیڈ آفس ہے محکمہ ذراعت کا، اکثراوقات وہ خالی رہتاہےاس میں جو عملہ ہے، سٹاف ہے وہ موجود ہی نہیں رہتا حتیٰ کہ میں نے حالیہ رمضان شریف سے پہلے اپنے محترم وزراء کرام کو درخواست کی تھی کہ آپ ہمارے حلقہ میں تشریف لائیں، میں ان کا تہہ دل سے ممنوں ہوں کہ حضرت قاری محمود صاحب، حافظ اختر علی صاحب، میری درخواست پر تشریف لائے لیکن اتفاق کی بات ہے میں وہاں رابطہ کرتارہادفتر میں آفیسر صاحبان غائب تھے، موجود نہیں تھے پھر جو حضرات آئے، ضمنی کوئسچن ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: قاری صاحب، سپلیمنٹری، ضمنی سوال مختصر کریں، مطلب یہ ہے کہ جو کمی رہ گئی ہے، اس کی مختصر انداز میں نشاندہی کریں کہ اس میں یہ یہ کوتاہیاں، کمیاں ہیں، سپلیمینٹری کوئسچن کا مطلب یہ ہوتا ہے۔

قاری عبداللہ: جی، ٹھیک ہے جناب، بس اتنی درخواست ہے کہ قاری صاحب جب تشریف لائے تھے تو انہوں نے جو اعلامات وہاں کئے تھے، ابھی تک اس پر محکمہ نے کسی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیاہے لہذااپیل ہے کہ فوری طور پر ان اعلانات پر عمل درآمد کرایاجائے۔

جناب نادر شاہ: جناب سپیکر! په دې باره کښې زما یو ضمنی کوئسچن دے۔

جناب سپیکر: جی، نادر شاہ صاحب۔

جناب نادر شاہ: دا جی چونکه زراعت زمونږ د ملک یو بنیادی حصه ده، د "ریڑھ کی ہڈی" شان حیثیت لری۔ دلته کښې بلډوزرے، دوئ وائی چې ټائم ئے پوره شوې دے او دهغې د مرمت د پاره فنډ نشته دے نو زه د دوئ نه دا تپوس کومه چې آیا دے له به کله فنډ ورکړی؟ او دلته کښې دوه ټریکټرے دوئ اغستې دی او هغه هم د مرمت دوجے نه خرابے ولاړے دی نو چې دوه ټریکټرے او درے بلډوزرے خرابے وی نو هلته به زراعت په هغه خائے کښې څه ترقی اوکړی؟ نو زما د منسټر صاحب نه دا کوئسچن دے چې دے له به دا فنډ تاسو ورکړئ او که نه؟

جناب سپیکر: جاوید خان مومند صاحب۔

جناب جاوید خان مومند: جناب سپیکر صاحب، دے کښې د جز (ج) په جواب کښې چې دوئ وئیلی دی چې ټریکټر د فنډ د لاسه خراب پروت دے سر، دا ډی۔ جی ریسرچ چې کوم دے، دا ټول فنډهغوې ځان سره نیولے دے، اگرچه اے ډی پی کښې هغې ته پوره فنډ ورکړے شوې دے خو هغه متعلقه د دوئ چې کوم پراجیکټس دی، هغوې ته نه ورکوی، لهذا ډی۔ جی پراجیکټ ته د دوئ هدایات ورکړی چې دا فنډ دوئ ته بر وقت او رسی ځکه چې قومی اثاثه ده، هغې ته نقصان رسی که بلډوزرز دی او ټریکټرز دی۔

جناب سپیکر: عتیق الرحمن صاحب۔

جناب عتیق الرحمن: مهربانی سپیکر صاحب، په 1-7-2007 باندې ضلع جوړه شوې ده، دا جز(د) کښې ئے لیکلی دی او تراوسه پورے د دې د پاره هیڅ قسم بجټ نیشته دے نو د دې په باره کښې منسټر صاحب څه وائی چې آیا ورکوی او که نه ورکوی څه خیال ئے شته دے؟

جناب سپیکر: اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب۔

جناب اسرار اللہ خان: جناب سپیکر، جو انہوں نے بات۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: خطرناک، خطرناک کوسچن نہیں کریں گے آپ۔

جناب اسرار اللہ خان: جناب سپیکر! جوانہوں نے جواب دیا ہے، ان کے علم میں ہوگا کہ یہ سارے بلڈوزرز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلے گئے ہیں تو مہربانی کر کے وہ نئی سمری جوان کے پاس پڑی ہے اس پر دستخط کردیں تاکہ ورکشاپ کا جو پرانا آئیڈیا تھا، اس کو بحال کیا جاسکے۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ والے اس چیز کا اس طریقے سے خیال نہیں رکھتے جس طرح صوبائی گورنمنٹ رکھ سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، قاری محمود صاحب۔

قاری محمود (وزیر زراعت): جناب سپیکر صاحب، مونږه څو ورځے وړاندې د قاری صاحب حلقے ته تلے وو او هلته مونږه د زراعت په حواله سره کارکردګی هم اولیدله او بیا څه نیمګړتیا وه، د هغې مونږه دوئ ته څه اعلانات کړی وو، هغه Process کښې دی، طریقه باندې روان دی، ان شاء الله هغه به هم مکمل شی عنقریب۔ بل دوئ دا خبره کړې ده چې هلته کښې د زراعت په حوالے سره څه خاص کارکردګی نشته دے نو چونکه هلته پراجیکټ نشته دے، کومو علاقو کښې یا اضلاع کښې چې پراجیکټس وی نو هلته زراعت لږ زیات په تیزئ سره روان وی نو مونږه کوشش کوؤ چې د دوئ علاقے ته د یو پراجیکټ کوشش اوکړو چې هغه ورته ورکړے شی۔ باقی د بلډوزرو او ټریکټرو په حواله سره نو چې د کله نه د Devolution هغه حساب کتاب شروع شو نو هغې سره زمونږ انجینئرنګ محکمه، دا زرعی انجینئرنګ محکمه ختم کړے شوه، صرف ډی آئی خان کښې او ترناب کښې پاتے شوې ده نو هغه ټریکټرے او بلډوزرے چې څومره وے، څومره مشینرے چې وے، هغه ضلعی حکومتونو ته حواله شوې او د هغوی په ډسپوزل باندې شوې نو چونکه هغوې سنبهالولے نه شوې او په هغې کښې د مرمت کار ډیر وو نو د هغوې نه یکسر خرابے شوې چې هغه بالکل نن سبا ناکاره شوې دی او د دې وجے نه هغه بالکل کباړ شولے نو اوس مونږه د هغې د پاره سمری تیاره کړې ده، عتیق الرحمان او اسرار الله خان ګنډا پور هم د هغې طرف ته اشاره اوکړله نو ان شاء الله تعالیٰ هغه زمونږ د طرف نه تلے ده، په فنانس کښې لږه رکاؤ ده او ان شاء الله تعالیٰ د هغوې نه به هم هغه Approve شی او کله چې هغه Approve شی نو چونکه زمونږ فیډرل ګورنمنټ د چین سره د نوؤ بلډوزرو هم خبره کړې ده، زما خیال دے شپږ سوه نوے

بلډوزرے هغوي اغستي دی نو هغي کبني به مونږ له هم ان شاء اللّٰه تعالیٰ پوره حصه راکوی نو کوم ځائے کبني چي د زراعت په حواله سره څه کمے دے نو ان شاء اللّٰه مونږه دا غواړو چي هغه ان شاء اللّٰه ختم کړے شی۔

جناب سپیکر: هسې نه چي نوے بلوچستان یوسی۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: لکه څنګه چي منسټر صاحب خبره اوکړله، یو طرف ته خو دوئ اووئیل چي مونږه بلډوزرے ډسټرکټ ګورنمنټس ته ورکړلے او اوس وائی چي فیډرل ګورنمنټ بلډوزرے اخلی چي رالیږی نو چي دغه به هم ډسټرکټ ګورنمنټس ته ورکوی که نه پراونشل ګورنمنټ به ئے ځان سره ساتی؟

وزیر زراعت: دهغي د پاره خو ما وړاندے عرض اوکړلو چي کومه دا محکمه، مونږه دا انجینئرنګ محکمه بحال کوؤ، مونږ اعلان هم کړے دے او اوس هم مونږ دا اعلان کوؤ چي محکمه انجینئرنګ زراعت دا مونږه بحالوؤ، دے ته ضرورت دے جی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: میرے خیال میں۔۔۔۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر صاحب کی اس یقین دھانی کے بعد اور سپلیمنٹری کی ضرورت نہیں ہے، بس یہی ایک کارنامہ اگر کریں تو یہ کافی ہے جی۔

قاری محمد عبداللہ: جناب سپیکر صاحب! ایک مختصر سی گزارش ہے۔۔۔۔

میاں نثار گل: یو خبره پاتے شوه۔

جناب سپیکر: قاری صاحب میرے خیال میں منسٹر صاحب نے یقین دھانی کرادی ہے۔

قاری محمد عبداللہ: میں منسٹر صاحب کا مشکور ہوں لیکن ساتھ ساتھ یہ کہ منسٹر صاحب نے بلڈوزروں کے بارے میں کہا کہ بلڈوزرز نے کام کیا ہے تو میرے علم کے مطابق یہ بلڈوزرز بااثر لوگوں کے استعمال میں ہیں۔ محکمہ کو خصوصی ہدایات دی جائیں کہ جو مخصوص افراد ان بلڈزروں کو استعمال کر رہے ہیں اور یہ کہ یہ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں آرہے، باقاعدگی سے ان لوگوں نے ان پر قبضہ جمار کھا ہے تو اس سلسلے میں

محکمہ کچھ ہدایات دے تاکہ محکمے کی چیزیں محکمے کے فائدے کے لئے ہی استعمال ہوں، کسی شخصی مفاد کے لئے نہیں۔

جناب سپیکر: قاری صاحب۔

وزیرزراعت: سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

قاری محمد عبداللہ: دوسرا اگر یہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: قاری صاحب! قاری صاحب۔

قاری محمد عبداللہ: محترم منسٹر صاحب! اگر یہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: قاری محمود صاحب۔۔۔۔۔

وزیرزراعت: جواب جی، مختصراً درکومہ۔ عرض دا دے چې څه دی، فی الحال هر څه چې دی هغه صحیح نه استعمالیږی، مونږه د هغې د تحقیقاتو هدایات ورکوړا و څوک چې د دې په زد کښې راغے نو۔۔۔۔

جناب سپیکر: بچ کیږی به نه ان شاء اللہ۔

جناب عتیق الرحمان: سپیکر صاحب! زما ضمنی دا دے چې دوئ څومره ټائم، گهنټے په څه حساب سره ورکوی، د بلډوزر د گهنټے څومره قیمت دے ځکه چې په هنگو کښې، زما حلقه ده او په هغې کښې دوه کسان زمینداران مستفید شوی دی په یو کال کښې، دا کارکردگی ډیره بهتره ده خو دوئ د ماته اووائی چې د گهنټے څه حساب دے ؟

وزیرزراعت: دا کارکردگی ضلعی حکومتونو ته حواله شوې ده نو که اوس ئے بهتروی او که خرابوی ئے ، دهغې خو مونږه ذمه وار نه یو، دا خو درے کاله وړاندے دا محکمه ختم شوې ده، بلډوزرے ورسره نیشته دے ، کباړ دے ، اوس دا د ضلعو ذمه داری ده چې هغوی دے سره څه کوی؟

جناب عتیق الرحمان: د گهنټے حساب۔۔۔۔

جناب سپیکر: Next Item، دا 'کوئسچن آور' ختم شوې دے، دا دوه Questions دی، دا۔

قاری محمد عبداللہ: جناب! "ترقیاتی کاموں کے لئے کسی قسم کا بجٹ نہیں دیا گیا ہے"۔

جناب سپیکر: Next، سوال نمبر 700، جناب عبدالماجد خان صاحب ۔

* 700 _ جناب عبدالماجد: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل جہانگیرہ تورڈھیر (1) تور ڈھیر (2) اور جلبئی میں وٹرنری کے ہسپتال موجود ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ تورڈھیر (1) اور تورڈھیر (2) یونین کونسل کی اپنی ملکیت ہے جبکہ جلبئی کرایہ پر ہے؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ تورڈھیر کے علاوہ تمام وٹرنری سنٹروں میں بیمار جانوروں کو صوابی کے ہسپتال میں علاج کے لئے لے جایا جاتا ہے؛

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ تورڈھیر کا وٹرنری سنٹر گرنے کو ہے؛

(ہ) اگر (الف) تا (د) کے جوابات اثبات میں ہوں تو کیا حکومت ان یونین کونسلوں میں وٹرنری سنٹروں کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

قاری محمود (وزیر زراعت): (الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔

(د) یہ درست ہے۔

(ہ) محکمہ کی خواہش ہے کہ جملہ یونین کونسلوں میں موجود وٹرنری سنٹروں (جو اس وقت کرایہ پر کام کر رہے ہیں) کے لئے حکومت بلڈنگ تعمیر کرے اور اس تعمیر کے لئے مناسب فنڈز کی فراہمی کا بندوبست فرمائے۔

جناب عبدالماجد: جناب سپیکر! زۀ مطمئن یمه خو دوه ضمنی کوئسچنز کومه۔

جناب سپیکر: ډیره مهربانی، چې مطمئن ئے نو بیا پکښې دوه ضمنی څله کوے ؟

جناب عبدالماجد: دوه ضمنی کوئسچنز کومه جی، یو دا چې دوئ لیکلی دی چې تور ډهیر وټرنری سنټر غورزیدو والا دے، آیا دوئ د دې د جوړولو اراده کوی او که نه؟ دویمه خبره جی، زما دویم ضمنی کوئسچن دا دے چې کوم په دې ځل باندې دوه ملین روپئ دے محکمے د صوابئ ضلعے د پاره مختص کړی دی، آیا دوئ د دې د Distribution په شپږو حلقو باندې اراده لری او که نه؟چې د هغې Distribution په شپږو حلقو باندې اوشی؟

جناب سپیکر: قاری صاحب، قاری محمود صاحب۔

وزیرزراعت: د دې باره کښې۔۔۔۔

جناب مختیار علی: سپیکر صاحب!

جناب پیر محمد خان: یو ضمنی ورسره بل زهٔ ملګرے کومه۔

جناب سپیکر: بیا زهٔ دغه کومه، Question`s Hour ختم دے او یو سوال پاتے کیږی بیا ظلم دے، د دې ممبر سره۔

جناب مختیار علی: دا خیر دے جی، دوئ دا وائی چې دا تور ډهیر وټرنری سنټر چې کوم دے، دا پریوتو والا دے کنه جی نو چې پریوتو والے دے نو دلته کښې دوئ دا وائی چې، او دا درست ده، اوس که دا سبا پریوځی او په دې کښې څه نقصان اوشی نو بیا به دا دعویٰ په دې منسټر صاحب باندې کیږی۔ دلته منلے شوې ده او دا درست ده چې پریوتو واله دے؟

جناب سپیکر: قاری محمود صاحب۔

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب، ورسره زما یو ضمنی دے، د دې۔۔۔۔

وزیرزراعت: پیر محمد لږ خان ستړے کړلو۔

جناب پیر محمد خان: ما خان ستړے نه، خو خپل جواب لږ تاسو اوګورئ چې دا جواب تاسو غلط ورکړے دے که ټهیک؟ تاسو (ج) جز اوګورئ چې" آیا یہ درست ہے کہ تورڈھیر کے علاوہ تمام وٹرنری سنٹروں میں بیمار جانوروں کو صوابی کے ہسپتال میں علاج کے لئے لے جایا جاتا ہے؟" نو دوئ وائی چې" یہ درست نہیں ہے" مطلب ئے دا دے چې مونږه ئے

مقامی علاج کوؤ۔ بیا لاندے وائی د جز (د) پہ جواب کښې "آیا یہ درست ہے کہ تور ڈھیر کاوٹرنری سنٹر گرنے کو ہے" دوئ وائی چې او "یہ درست ہے" نو پہ دې کښې کوم جواب صحیح دے ؟ پہ برہ کښې دوئ وائی چې" درست نہیں ہے"، پہ لاندے کښې دوئ وائی چې "درست ہے" یعنی ھلتہ کښې وائی چې ھسپتال پہ غورزیدو دے ، برہ وائی چې نہ تھیک دے ، جواب د دوئ کوم یو صحیح دے ؟

جناب سپیکر: قاری محمود صاحب۔

جناب پیر محمد خان: دے ھاؤس تہ چې جواب راځی نو تھیک جواب ولے نہ راولی، دا خو اوس د ھاؤس پراپرٹی دہ۔

وزیر زراعت: د دې ھسپتال متعلق مخکښې ھم دوئ یو کوئسچن راوړے وو، مونږ ورتہ ھدایات د وړاندے نہ کړی دی چې دا ھسپتال چونکہ ډیر پہ مخدوش حالات کښې دے ، دے لہ د فوری طور سرہ ، اوس ھم ورتہ مونږ ھدایات کوؤ چې د دې ھسپتال حالت د فوری طور سرہ، د دې مرمت د اوشی، دا ھدایت ورتہ اوس مونږ بیا ھم کوؤ۔

جناب پیر محمد خان: نہ سپیکر صاحب، بیا خو د دې مطلب دا دے چې د دوئ ھډو آرډر منلے کیږی نہ، پہ دې منسټر صاحب باندې مالہ ترس راغے۔

جناب سپیکر: Next، سوال نمبر 701، جناب نثار صفدر صاحب، نثار صفدر صاحب۔

* 701 _ جناب نثار صفدر: کیا وزیر زراعت از راہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی ایف 47 ایبٹ آباد میں وٹرنری یونٹس ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر وٹرنری یونٹوں میں عملہ غیر حاضر رہتا ہے؛

(ج) کیا ان وٹرنری یونٹوں میں 03-2002 میں ادویات فراہم کی گئی تھیں؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو بتایا جائے کہ ضلع ایبٹ آباد میں وٹرنری یونٹس کتنے ہیں؟

قاری محمود (وزیر زراعت): (الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) ضلع ایبٹ آباد میں وٹرنری یونٹس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| 1۔ وٹرنری ہسپتال | 53 |
| 2۔وٹرنری ڈسپنسری | 11 |
| 3۔ وٹرنری سنٹر | 24 |
| کل | 38 |

جناب سپیکر: مطمئن ہیں آپ؟

جناب نثار صفدر خان: نہیں جی، کہاں مطمئن ہوں؟ سوال کے جز(ب) میں انہوں نے پوچھا ہے کہ "آیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر وٹرنری یونٹوں میں عملہ غیر حاضر رہتا ہے؟" تو انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ "نہیں، یہ درست نہیں"، جناب عالی، ہمارے ضلع ایبٹ آباد میں 38 وٹرنری سنٹرز، ہسپتال یا وہ ڈسپنسریاں موجود ہیں وہاں پر ان میں سے اکیس(21) میں کوئی سٹاف نہیں ہے اور سترہ میں سٹاف ہے، جواب ان کا یہ آتا ہے کہ وہاں پر عملہ حاضر رہتا ہے اور وہ ڈسپنسریاں اور ہسپتال چل رہے ہیں تو میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ مجھے اس کا ذرا جواب دیں؟

جناب سپیکر: جناب ملک ظفر اعظم صاحب۔

جناب نثار صفدر: نہیں جناب، یہ سوال ملک ظفر اعظم کا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہ نہ، قاری محمود صاحب۔

جناب نثار صفدر: سر! ایک اور اس میں۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Sorry, sorry.

جناب نثار صفدر خان: حویلیاں میں ان کا ایک ہسپتال ہے، اس کی حالت بہت بری ہے جی۔ اس کی دیواریں ٹوٹ چکی ہیں اور اس ہاسپٹل کے جو کمرے ہیں ڈاکٹروں کی رہائش کیلئے، جو کوارٹرز ہیں، وہ بھی گر رہے ہیں تو میری ان سے گزارش ہے کہ پی ایف 47 میں جی، تقریباً چار یونٹس کام کر رہے ہیں اور چھ خالی پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، قاری محمود صاحب، مختصر۔

قاری محمود (وزیر زراعت): ان کو تو جوابات دے دیئے گئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کہہ رہے ہیں کہ محکمے نے صحیح انفارمیشن نہیں دی ہیں، میں اس کے بارے میں تحقیقات کروں گا۔ اس کے علاوہ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ سٹاف غیر حاضر ہے تو میرے خیال میں ایسا نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو ہم اس کی تحقیقات کر کے ان کیلئے سٹاف کا بندوبست کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ اور وہ کمی پوری کریں گے۔

## غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

347 _ ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم یہ ارشاد فرمائیں گے:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ اینمل ہسبینڈری صوبہ سرحد (لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ) نے چند سال قبل ایشئین ڈیویلپمنٹ بنک سے سود پر رقم قرض لے کر لائیو سٹاک پروڈکشن ایکسٹنشن پراجیکٹ قائم کیا گیا تھا؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ اس پراجیکٹ میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی مد میں کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ پراجیکٹ کو غیر یقینی صورتحال کے پیش نظر ختم کیا گیا ہے؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو پراجیکٹ کے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے اور آیا پراجیکٹ کو ناکام کرنے والے محکمہ کے ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

قاری محمود (وزیر زراعت): (الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) جی نہیں، اس ضمن میں واضح کیا جاتا ہے کہ پراجیکٹ ترقیاتی مدت پوری کرنے پر حکومت صوبہ سرحد کی طرف سے پراجیکٹ کو جاری رکھنے کے لئے غیر ترقیاتی مد میں رقم مختص نہ کرنے کی بناء پر پراجیکٹ ختم کیا گیا تھا۔

(د) چونکہ پراجیکٹ نااہلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ فنڈ کی نامنظوری کی وجہ سے ختم کیا گیا ہے اس لئے کوئی محکمانہ کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی ہے۔

536 _ ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ہری چند ضلع چارسدہ کے مقام پر سرکاری ڈیری فارم میں تقریباً 200 گائے پال رکھی ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گائیوں میں سے کچھ گائیں دودھ دیتی ہیں؛

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(1) مذکورہ گائیوں کی سالانہ فیڈنگ کے اخراجات اور دودھ کی آمدنی کتنی ہے؛

(2) مذکورہ گائیوں میں سے دودھ دینے والی گائیں اوسطاً روزانہ کتنا لیٹر دودھ دینے کی استعداد رکھتی ہیں؟

قاری محمود (وزیر زراعت): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ج) (1) (i) سالانہ فیڈنگ کے اوسطاً اخراجات دس لاکھ روپے۔

(ii) سالانہ دودھ کی اوسطاً آمدنی گیارہ لاکھ روپے۔

(2) ڈیری فارم ہری چند میں دودھ دینے والی بیرونی نسل کی فی گائے اپنے آبائی وطن میں روزانہ اوسطاً 25 لیٹر دودھ دینے کی استعداد رکھتی ہے لیکن ہماری مقامی آب وہوا کے ساتھ مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ گائیوں کی خوراک اور پیداوار پر کافی اثر پڑتا ہے جس کی وجہ سے اس وقت فی گائے روزانہ اوسطاً 8 لیٹر دودھ دینے کی استعداد رکھتی ہے۔

537 _ ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈیویلپمنٹ صوبہ سرحد کے مختلف وٹرنری ہسپتالوں میں گریڈ 18, 17 اور 19 کے افسران ڈاکٹرز تعینات ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی مدت تعیناتی کتنی ہے نیز سرحد میں مذکورہ بالا گریڈ کے ڈاکٹروں کے عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

قاری محمود (وزیر زراعت): (الف) یہ درست نہیں ہے کہ صرف گریڈ 17 کے ڈاکٹر حضرات وٹرنری ہسپتالوں میں تعینات ہیں۔

(ب) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی مدت تعیناتی تین سال ہے جبکہ ضلع چترال اور کوہستان میں یہ مدت 1.6 سال ہے نیز صوبے کے ڈاکٹروں کی مدت تعیناتی کی تفصیل اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ ہو۔

577 _ ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک وڈیری ڈیویلپمنٹ صوبہ سرحد گائیوں کی مصنوعی نسل کے لئے Semen برآمد کرتی ہے؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انجکشن دیسی مقامی گائیں کو لگوا کر اس سے F-1 ٹائپ کے بچے پیدا کئے جاتے ہیں؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انجکشن کے بار بار لگوانے سے گائیوں کی پیداوار اور زندگی (لائف سپین) میں کمی واقع ہوئی ہے؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو حکومت نے اس نقصان کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور مزید کون سے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

قاری محمود (وزیر زراعت): (الف) سیمن پروڈکشن یونٹ ہری چند میں فی الحال صوبہ سرحد کی ضرورت کے مطابق سیمن تیار ہوتا ہے، برآمد نہیں کیا جاتا۔

(ب) ہاں، جدید طریقہ نسل کشی (مذکورہ انجکشن) کے ذریعے دیسی مقامی گائے سے F-1 ٹائپ (دوغلی) کے بچے پیدا کئے جاتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔

(د) چونکہ مذکورہ جدید طریقہ نسل کشی (انجکشن لگوانے) سے گائے کی پیداواری صلاحیت اور زندگی (لائف سپین) پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا لہذا کسی قسم کے اقدامات کی ضرورت نہیں۔ البتہ سیمن برآمد

کرنے کے واسطے اس کی تیاری کے لئے ضروری فنڈز ضرورت کے مطابق چاہیئے۔ جس کے لئے حکومت صوبہ سرحد سے درخواست کی جاتی ہے تاکہ صوبہ سرحد کو آمدنی کی مد میں اضافہ ہو۔

## اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: تھینک یو۔ جن معزز اراکین اسمبلی نے رخصت کی درخواستیں بھیجی ہیں، بغرض منظوری ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ محترمہ سیمیں محمود جان صاحبہ، ایم پی اے، آج کے لئے؛ محترمہ فرخ عاقل شاہ صاحبہ، ایم پی اے، آج کے لئے؛ اور جناب اکرام اللہ خان شاہد صاحب، ڈپٹی سپیکر، آج اور کل کیلئے۔

Is it the desire of the House that leave may be granted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. Leave is granted.

## تحاریک التواء

Mr. Speaker: ‘Adjournment Motions’. Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, Mr. Muzaffar Said, MPA, Mr. Anwar Kamal Khan, MPA, and Shahzada Mohammad Gustasip Khan, MPA, to please move their identical Adjournment Motion No. 256, in the House. Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, Please.

جناب جاوید خان مومند: پوائنٹ آف آرڈر سر، پوائنٹ آف آرډر۔ زۀ یو منټ، سر، دوه ورځے د دې ګیس په لوډشیډنګ باندې خبره اوشوله خو د بجلئ لوډ شیډنګ دومره بده ورځ راغستے ده چې هره ورځ زمونږه د کوهاټ روډ، دوه دوه او پنځه پنځه ګھنټے بندیږی، د هغې اصل وجه Overloading او د وولټیج کمے او۔۔۔۔

جناب سپیکر: ایډجرنمنټ موشن به راوړئ، بیا به پرے خبره اوشی۔

جناب جاوید خان مومند: سر، هغه خو به په بل اجلاس کښې راځی، په دې باندې بحث کول پکار دی سر، ستاسو په توسط سره چې دے ډی جی د غه ته اووئیلے شی، برګیډیئر ته، چې کم از کم دا مسئله د عوامو ده او بل طرف ته دا کوهاټ روډ جنرل روډ دے، په دې باندې د ټول صوبه سرحد خلق ځی راځی، دوئ ټولو ته تکلیف دے چې کم از کم دا مسئله حل شی سر۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: دا سر، د گیس په حق کښې مونږه خبره کړې وه په هغې باندې هیڅ څه عمل نه دے شوې۔

میاں نثار گل: سپیکر صاحب! د دې به زۀ یو واقعه درته بیان کړمه، د بجلی متعلق، دا تاسو واورئ ولے چې دهغې ورځے۔۔۔۔

مولانا محمد مجاہد خان الحسینی: د گیس په سلسله کښې چې دے ټول هاؤس دغه کړے وو، په هغې باندې تر اوسه پورے عمل درآمد نه دے شوې، هغه شان گیس بند دې، زمونږ دا خبرې هسې عبث دی۔

میاں نثار گل: زۀ یو عرض کومه جی۔

جناب سپیکر: ملک ظفر اعظم صاحب! دوئ ته یقین دهانی ورکړئ۔

میاں نثار گل: د بجلئ متعلق زۀ یو عرض کومه۔

جناب سپیکر: د بجلئ هم۔۔۔۔

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون وپارلیمانی امور): جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے صوبے کے ساتھ ساتھ سنٹر کے معاملے بھی سونپ رہے ہیں لیکن تکلیف تو ہمیں بھی اس سے ہے کیونکہ کوہاٹ روڈ پر کل بھی اور چند دن پہلے بھی جو جلوس نکلا تھا تو جو لوگ بیمار ہوتے ہیں اور ہمارے تو سارے جنوبی اضلاع والے لوگ اسی راستے پر آتے جاتے ہیں اور ہماری یہی ایک واحد سڑک ہے، میں تو یقین دہانی دے دوں گا بلکہ خود۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مرکزی حکومت سے رابطہ کریں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور: میں خود جاؤں گا لیکن میں اپنے چھوٹے بھائی سے بھی ریکویسٹ کروں گا کہ وہ اپنے۔۔۔۔

جناب جاوید خان مومند: جناب سپیکر! دے عوامو ته سزا مۀ ورکوله شي۔۔۔۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور: چونکہ یہ مسئلہ ہمارے لئے تھوڑا۔۔۔۔

Mr. Speaker: Mr. Abdul Akbar Khan, MPA, please.

جناب عبدالاکبر خان: تھینک یو، جناب سپیکر! "مورخہ 12.10.2003 کو صوبے کے میڈیکل کالجز کے داخلے کے لئے جو انٹری ٹیسٹ منعقد کیا گیا، اس میں انتہائی بے ضابطگیاں کی گئی ہیں اور من پسند طلباء اور طالبات کو پاس کر کے میڈیکل اور ڈینٹل کالجز میں داخلہ دلوایا گیا۔ اس طرح صوبے کے ہونہار اور ذہین طلباء کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا جس کی وجہ سے ان طلباء اور ان کے والدین نے تقریباً دو ہفتے تک میڈیکل کالج کے سامنے بھوک ہڑتال کی اور خود سوزی کی دھمکیاں بھی دیں، لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری مفاد عامہ نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔"

Mr. Speaker: Mr. Muzaffar Said, MPA, please.

جناب مظفر سید: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر صاحب! "صوبہ سرحد کے میڈیکل و ڈینٹل کالجز میں داخلوں کے لئے بارہ اکتوبر 2003 کو منعقدہ انٹری ٹیسٹ میں گھپلے ہوئے۔ من پسند طلباء کو پاس کرایا گیا اور انتہائی ہونہار اور قابل طلباء کو فیل قرار دے کر ان کے مستقبل کو تاریکی میں جھونک دیا گیا۔ ان طلباء اور طالبات اور ان کے والدین نے 'ایٹا' کے خلاف احتجاج کیا، بھوک ہڑتال کی اور خود سوزی کی دھمکیاں دی، صوبائی حکومت گھپلوں کی تحقیقات کرانے کی یقین دہانی اور رمضان المبارک کے تقدس پر احتجاج ملتوی کیا گیا۔ لیکن کافی وقت گزرنے کے باوجود اس سلسلے میں کچھ پیش رفت نہ ہو سکی چونکہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے، لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔"

Mr. Speaker: Mr. Anwar Kamal Khan, MPA, please.

جناب انور کمال خان: شکریہ، جناب سپیکر۔ یہ بھی اسی انٹری ٹیسٹ کے حوالے سے ایک تحریک ہے۔ جناب سپیکر، "اسمبلی کی کارروائی روک کر ایک اہم اور مفاد عامہ کے مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے اور وہ یہ ہے کہ صوبہ سرحد کے میڈیکل کالجز میں داخلوں کے لئے 12.10.2003 کو جو انٹری ٹیسٹ ETA کے زیر انتظام و نگرانی منعقد ہوا تھا، اس میں بے پناہ بے قاعدگیاں، بے ضابطگیاں اور گھپلے منظر عام پر آئے ہیں اور صوبہ سرحد کے انتہائی ہونہار طلباء و طالبات میڈیکل کالجوں میں داخلے سے محروم رہے، ان طلباء و طالبات اور ان کے والدین نے میڈیکل کالج کے سامنے بھوک ہڑتال اور خود سوزی کی دھمکی دی ہے لہذا جناب والا، یہ۔۔۔۔۔"

Mr. Speaker: Honorable leader of the opposition Shahzada Mohammad Gustasip Khan.

(Applause)

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: بجائے اس کے اگر یہ لوگ Withdraw کر لیتے اور آپ سے کہتے کہ ہمارے Behalf پر آپ پیش کریں تو بہتر ہوتا۔

جناب انور کمال خان: سر! بلکہ خود سوزی بھی یہ خود کر لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

(قہقے/تالیاں)

قائد حزب اختلاف: کیونکہ سر، I am grateful to you Sir, for these remarks چونکہ اپوزیشن جمہوریت پر یقین رکھتی ہے اور کسی کی آواز دبانا جمہوریت کے منافی سمجھتی ہے اس لئے اس سائیڈ کے ہر ممبر کو یہ اختیار ہے کہ وہ اٹھ کر عوام کے مفاد کی بات ہاؤس میں کرے (تالیاں) جناب سپیکر! "اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور مفاد عامہ کے مسئلے پر بحث کی اجازت دی جائے اور وہ یہ کہ صوبہ سرحد کے میڈیکل کالجز کے داخلوں کے لئے مورخہ 12.10.2003 کو جوائنٹ ری ٹیسٹ ETA کے زیر اہتمام و زیر نگرانی منعقد ہوا تھا اس میں بے پناہ بے قاعدگیاں، بے ضابطگیاں اور کھلے منظر عام پر آئے ہیں اور صوبہ کے انتہائی ہونہار طلباء اور طالبات میڈیکل کالجوں میں داخلے سے محروم رکھے گئے ہیں۔ ان طلباء و طالبات اور ان کے والدین نے تین دن تک میڈیکل کالج کے سامنے بھوک ہڑتال کی اور خود سوزی کی دھمکیاں بھی دی ہیں۔"

جناب سپیکر: میرے خیال میں، یہ تو Self explanatory ہے، اگر Minister Concerned کو۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں جناب سپیکر، ہمیں پہلے تو یہ بتایا جائے کہ یہ ETA ہے کیا چیز؟ یہ کس نے پاس کی ہے؟۔۔۔۔۔

جناب انور کمال: اس میں جناب والا۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: یہ اس اسمبلی کا کوئی آرڈیننس ہے، کوئی لاء ہے یا کوئی ایکٹ ہے کہ جس پر اتنا عمل درآمد اور ہنگامے ہو رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اچھا۔

جناب انور کمال: جناب سپیکر، اس پر صرف دو باتیں کرنے کی اجازت، اگر آپ مجھے دے دیں۔ جناب سپیکر، یہ انٹری ٹیسٹ جیسا کہ عبدالاکبر خان نے سوال کیا ہے کہ وزیر تعلیم یا ان کی جگہ کوئی اور وزیر اگر ہمیں یہ بتا دیں کہ انٹری ٹیسٹ کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ جبکہ ان کا طریقہ کار میڈیکل کالجز اور ڈینٹل کالجز میں یہ ہے کہ امتحانات کے نمبروں کے، جب ان کو انٹری ٹیسٹ دیا جاتا ہے تو اس میں 10% مارکس ان کو دیئے جاتے ہیں یا تصور کئے جاتے ہیں، میرٹ کے اور 40% مارکس ان کو FSc کے دیئے جاتے ہیں یا تصور کئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ اس پر مطلب ہے، یا تو پھر اس کو ایڈمٹ کر کے اس پر ڈسکشن کی جائے یا اگر گورنمنٹ ہمیں کوئی Satisfied جواب دیتی ہے تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو میں تو یہ، انور کمال خان، اگر حکومت کی۔۔۔۔۔

Shahzada Muhammad Gustasip Khan: Sir, this is a very important matter sir.

جو تمام طلباء کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور بہت Vital importance کا ہے۔ ہماری تو یہ رائے ہوگی اگر۔۔۔۔۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر، اگر ہم ان کو اپنی اس تحریک کا مدعا نہ بتائیں کہ اس میں نقائص کیا ہیں تو وہ ہمیں جواب کیا دیں گے؟ کم از کم پھر سوال اور جواب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا تو یا تو آپ پہلے ہمیں اجازت دیں کہ اس پر ہم دو دو الفاظ ذرا بول لیں اور۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، مطلب یہ ہے کہ آپ لوگوں نے ایڈجرنمنٹ موشن پیش کی ہے، اس میں مؤقف بالکل واضح ہے۔ اب حکومت کا مؤقف اگر اس میں آ جائے، اگر وہ کہتے ہیں کہ یہ Sensitive مسئلہ ہے اور وہ واقعی اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کہ اس پر Deliberation ہونی چاہیئے تو، جی منسٹر صاحب۔۔۔۔۔

جناب عنایت اللہ (وزیر صحت): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ میں بالکل آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آنریبل منسٹر فار ہیلتھ، عنایت اللہ صاحب۔

وزیر صحت: سپیکر صاحب! میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ انتہائی Sensitive مسئلہ ہے اصل میں انہوں نے ایٹا (ETA) کے بارے میں پوچھا ہے۔ "ایٹا" ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے زیر نگرانی ایک ادارہ ہے اور یہ میڈیکل کالجز اور یونیورسٹی میں جو انٹری ٹیسٹ کے امتحانات ہوتے ہیں، وہ اسی دارے کے زیر نگرانی ہوتے ہیں۔ گورنر صاحب اس کے چیئرمین ہیں اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے زیر نگرانی کام کرتا ہے لیکن جب یہ مسئلہ اخبارات میں آیا اور بھوک ہڑتال ہوئی، بھوک ہڑتالی کیمپ لگے، والدین اور سٹوڈنٹس کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی اور انہوں نے میرے نام ایک اپیل رکھی اور اس اپیل پر میں نے گورنر صاحب سے ٹیلیفون پر بات کی اور پھر میں نے ایک نوٹ Put up کیا گورنر صاحب کے نام اور گورنر صاحب نے وعدہ کیا کہ میں اس کو گورنر انسپیکشن ٹیم کو ریفر کروں گا جو والدین کی اپیل ہے اور پھر میں نے ریٹائرڈ پرنسپلز کے کچھ نام بھی دیئے، موجودہ پرنسپلز کے، بورڈ کے چیئرمین کے کہ آپ کی جو گورنر انپکشن ٹیم ہے اس کے ساتھ یہ Expert بھی شامل کریں اور ان کی ایک انکوائری کمیٹی ہو اور وہ Thoroughly inquiry کرے۔ وہ انکوائری میرے خیال میں Under process ہے، گورنر صاحب نے اس کو Refer کیا ہوا ہے، وہ Under process ہے، جب تک اس کی تفصیلات سامنے نہیں آتیں تو اس وقت تک میرے خیال میں۔۔۔۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر، اگر اجازت ہو؟

جناب سپیکر: جی۔

جناب انور کمال خان: یہ بات وہیں پر آکر رک جاتی ہے۔ انہوں نے تو اپنی طرف سے، یہ انکوائری والی بات نہیں ہے کہ یہ الزامات محض اس لئے لگائے گئے ہیں کہ اس میں ایک Basic flaw ہے، جب تک آپ اس Basic flaw کو ختم نہیں کریں گے تو یہ انٹری ٹیسٹ ہوتے رہیں گے اور اس پر اس طریقے سے اعتراضات ہوتے رہیں گے۔ میرے کہنے کا مدعا Basically یہ ہے جناب والا، کہ میٹرک کے دس فیصد مارکس تصور کئے جاتے ہیں، ایف ایس سی کے چالیس فیصد مارکس تصور کئے جاتے ہیں اور جب ایک طالب علم میٹرک کا امتحان پاس کرتا ہے تو اس کو کم از کم دس سال کا عرصہ گزارنا پڑتا ہے ایف ایس سی کے لئے اس کو بارہ سال کا عرصہ گزارنا پڑتا ہے اور انٹری ٹیسٹ کیلئے ان کے پاس پچاس فیصد مارکس ہوتے ہیں جناب

والا، پھر آپ کے ان بورڈز کی کیا ضرورت ہے کہ آپ ان کے امتحانات لیتے ہیں؟ یا تو اگر ان بورڈز پر ان کے اعتراضات ہیں کہ اس میں جو طلباء یا طالبات پاس ہو کر آتے ہیں، ان کی کوئی اتھارٹی نہیں ہے پھر تو یہ انٹری ٹیسٹ کروائیں۔ اگر ان کی کوئی اتھارٹی ہے یا بنوں بورڈ کے ایسے طلباء بھی دیکھنے میں آئے ہیں جناب والا، جو پہلی پوزیشن حاصل کر چکے ہیں اور سیکنڈ پوزیشن حاصل کر چکے ہیں اور وہ انٹری ٹیسٹ میں فیل ہو چکے ہیں تو اب اس سے کیا فائدہ ہوا؟ کہ آپ انٹری ٹیسٹ کے لئے، وہاں پر آپ نے انٹری ٹیسٹ کیلئے پچاس فیصد مارکس رکھے ہیں اور سیلف فنانس کیلئے۔ اگر کوئی والدین آٹھ دس لاکھ روپے خرچ سکتے ہیں تو یہاں پر دو لاکھ روپے خرچ کر کے، ETA میں کون ہے؟ ایک چیئرمین بیٹھا ہوتا ہے اور ایک کمپیوٹر کا کوئی بندہ وہاں پر بیٹھا ہوا ہے اور ان کی نگرانی کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے تو کوئی بھی بندہ دو تین لاکھ روپے خرچ کر کے اپنے آپ کو میرٹ لسٹ میں شامل کر سکتا ہے، تو Basic flaw کو پہلے آپ ختم کریں، آپ نے جو میٹرک کی Percentage اور ایف ایس سی کے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہاؤس کا Consensus یہ ہونا چاہیئے کہ آیا منسٹر صاحب نے جو Explanation اس معزز ایوان کے سامنے دی ہے، اس سے آپ مطمئن ہیں یا مزید Deliberations کیلئے اس کو Admit کرنا چاہیئے؟ تاکہ مزید اس پر غور و حوض ہو۔

جناب انور کمال خان: اس کو ایڈمٹ کروائیں جی، تاکہ اس پر بحث ہو۔

جناب سعید خان: سپیکر صاحب!

شہزادہ محمد گستاسپ خان (قائد حزب اختلاف): یہ منسٹر صاحب نے جو انفارمیشن یہاں پر دی ہے وہ اپنی جگہ با قاعدگی سے ہو لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ This entry test is not in the interest of the student of N.W.F.P، اس پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ ہماری تعلیمی اہلیتوں کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ یہ سٹوڈنٹس کو نقصان دے رہا ہے، ان کو Affect کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: سعید خان صاحب، سعید خان صاحب۔

جناب سعید خان: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ شکریه جناب سپیکر صاحب، انور کمال خان چې څه خبرې اوکړے، مونږ دوئ سره Agree کوؤ، د دوئ Basic سوال دا وو چې دا Entry tests ولے دی؟ نو زۀ

دوئ ته یاد دهانی کول غواړمه جی او دوئ ته د دې Explanation په ډیر آسان ځائے کښې ملاویدے شی چې په پنجاب کښې چیف منسټر شهباز شریف صاحب دا رواج شروع کړے وو د PML (N) حکومت وو او اوس د دوئ د پارټئ صدر دے ، دهغوی نه د معلومات اوکړی چې دا هغوی ولے شروع کړے وو؟ شروع کړے-----

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر!

مولانا امان اللہ حقانی: سپیکر صاحب! سپیکر صاحب!

جناب انور کمال خان: یہاں پر جناب سپیکر، اگر آپ اجازت مجھے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب انور کمال خان: یہاں پر ہم جو مسئلے اٹھاتے ہیں-----

مولانا امان اللہ حقانی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب انور کمال خان: اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپ میرے دور کے یا اس وقت کے کارناموں کو یہاں پر اجاگر کریں یا کہیں کہ آپ نے یہ کام کیا ہوا ہے۔ ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ آپ کی حکومت ہے تو آپ اسے کیوں ختم نہیں کرتے ہیں؟ آپ اسے مرکز میں کیوں ختم نہیں کرتے ہیں؟

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے-----

جناب سپیکر: جی، مشتاق غنی صاحب۔

جناب انور کمال خان: میرا مقصد جناب، یہ ہے کہ-----

جناب مشتاق احمد غنی: سپیکر صاحب! میں-----

جناب انور کمال خان: اگر آپ دیکھیں تو پنجاب کے انٹری ٹیسٹ اور یہاں کے انٹری ٹیسٹ میں بڑا واضح فرق ہے۔

جناب سپیکر: مشتاق غنی صاحب۔

جناب انور کمال خان: انہوں نے جناب سپیکر، آپ-----

جناب سپیکر: میرے خیال میں، میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ میں اس کو Straight away ہاؤس کے سامنے Put up کروں اور اس ۔۔۔۔۔

جناب مشتاق احمد غنی: سر! میں اس میں ۔۔۔۔۔

جناب انور کمال خان: جناب والا! آپ ہماری بات تو سنیں، پنجاب کے انٹری ٹیسٹ اور یہاں کے انٹری ٹیسٹ میں بڑا واضح فرق ہے۔

جناب مشتاق احمد غنی: میں ایک گزارش کرتا ہوں۔

جناب انور کمال خان: انہوں نے 50% مارکس انٹری ٹیسٹ کے لئے رکھے ہیں۔

جناب سپیکر: مشتاق احمد غنی صاحب۔

جناب انور کمال خان: پنجاب پچاس پرسنٹ مارکس نہیں دے رہا۔

جناب سپیکر: جی، مشتاق احمد غنی صاحب، آپ بیٹھ جائیں جی۔

جناب مشتاق احمد غنی: جناب سپیکر! میرے بھائیوں نے جو تحریک التواء پیش کی ہے وہ بڑی Important ہے، اس لحاظ سے کہ سٹوڈنٹس کے ساتھ بڑی ناانصافی ہو رہی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جتنے بھی ادارے ہوتے ہیں، وہ گورنمنٹ کے ہی Under ہوتے ہیں تو گورنمنٹ کو بجائے اس کے کہ اپنے کسی ایک ادارے کے اوپر عدم اعتماد کرے، اس کے اندر Reforms لانی چاہئیں۔ بورڈز ہیں، میٹرک کا امتحان ہے یا ایف ایس سی کا Exam ہے تو یہ گورنمنٹ کے لوگ ہی لیتے ہیں اور اس کے اندر کوئی ایسا نقص ہے تو اس کو اس سطح پر دور کیا جائے اور جیسے انور کمال صاحب نے کہا کہ میٹرک کے فرسٹ ڈویژن ہولڈرز، فرسٹ پوزیشن ہولڈرز جو تھے، ان کو یہاں پر چانس نہیں مل سکا تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ Some time لڑکے کی Performance اچھی ہوتی ہے اور اگلے دو سالوں میں Performance میں تھوڑی کمی آجاتی ہے، تیسرے سال میں اور اوپر چلا جاتا ہے تو یہ ٹوٹل مارکس میٹرک، ایف ایس سی اور انٹری ٹیسٹ کے Add ہوتے ہیں تو لوگوں کے ساتھ جنہوں نے FSc کے آخری دو سالوں میں دن رات محنت کی ہوتی ہے اور بہت اچھے، آٹھ سو، ساڑھے آٹھ سو سے بھی اوپر مارکس لئے ہوتے ہیں وہ رہ جاتے ہیں اس انٹری ٹیسٹ میں اور پچھلے مارکس کی جب Addition اس میں ہوتی ہے Tenth والی، جب چار سال

پہلے اس نے کی تھی یا ایف ایس سی جو دو سال پہلے اس نے کی تھی تو ہماری یہ گزارش ہے کہ اس کو Accept کیا جائے تاکہ ہمیں اس پر بحث کا موقع سکے اور سارا ہاؤس اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکے، یہ بڑا Important مسئلہ ہے جناب۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ اس کو ہاؤس کے سامنے Put up کریں، اس کی Admission کیلئے میری درخواست ہوگی کہ جو انٹری ٹیسٹ ہوا ہے، اس پر عمل درآمد، کیونکہ ہاؤس تو Discussion کے بعد Decision لے گی تو اس وقت تک عمل درآمد روکا جائے۔

مولانا امان اللہ حقانی: جناب سپیکر صاحب! زۀ یو خبره کوم۔

جناب سپیکر: جی، امان اللہ حقانی صاحب!

مولانا امان اللہ: جناب سپیکر صاحب! دا ETA چې کومه اداره ده، د دې موجودګی خو داسې ده لکه په بورډز باندې د عدم اعتماد اظهار دے او بله خبره دا چې د دې د مارکنګ چې کومه طریقه ده، دهغې هم هیڅ پته نه لګی، مبهم طریقه ده نو یا خو د دا اداره ختمه کړے شی یا د په دې کښې Reforms اوکړے شی نو-----

جناب عبدالاکبر خان: یا د بیا بورډ ختم کړی۔

مولانا امان اللہ: یا د بیا بورډ ختم کړے شی۔ بورډ چې دومره خرچے پرے کیږی او هغه هم د ګورنر سره وی نو عجیبه کار دے چې په یو باندې د عدم اعتماد اظهار کوی او په بل باندې د اعتماد اظهار کوی!

Mr. Speaker: Honorable Minister for Law and Parliamentary affairs.

ملک ظفر اعظم (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب سپیکر صاحب! منسٹر صاحب موجود ہیں وہ خود اس کی Explanation دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ نے تو Insist کیا ہے کہ، آپ نے تو Insist کیا ہے کہ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب اس سسٹم کی ضرورت پڑی تو اس وقت عبدالاکبر خان ہمارے اس ہاؤس کے Custodian تھے اور اس کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے، اس کی

ضرورت اس طرح ہوئی اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ کراچی سے ہماری ایف ایس سی کی جو ڈگریاں آرہی تھیں ان پر نمبرز بہت زیادہ آرہے تھے، یہاں سے جب آپ حیات آباد جاتے ہیں تو وہاں پر ایک چوک ہے، اس چوک پر ہمارا ایک احتجاجی کیمپ لگا ہوا تھا، خان صاحب اکثر اپنے ٹاؤن والے گھر اس راستے سے آتے جاتے تھے، انہوں نے کئی بار ہمیں دیکھا اور یہ مسئلہ اس وجہ سے اس اسمبلی میں آیا اور اس وقت یہ حقیقت تھی، میں انور کمال صاحب کے ساتھ متفق نہیں ہوں کیونکہ اس وقت کی ڈگریاں اور سرٹیفیکیٹ ہم نے دیکھے تھے، 80% جعلی تھے، ان کے نمبرز بہت زیادہ ہوتے تھے اس وجہ سے صوبہ سرحد کے لڑکے ان کے ساتھ Compete نہیں کر سکتے تھے۔ دوسری بات میٹرک کی ہے جی، میٹرک کے بعد جب لڑکا آتا ہے تو یقیناً ہو سکتا ہے کہ وہ لکی مروت سے پشاور آکر اس میں کچھ کمی آجاتی ہو، انٹری ٹیسٹ بذات خود، میں خود اس کا بہت حامی ہوں لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ منسٹر صاحب اور عبدالاکبر صاحب آپس میں بیٹھ کر، میری Suggestion یہ ہے کہ آپس میں بیٹھ کر صوبے کے مفاد کیلئے اور صوبے کے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھنے کیلئے ایک صحیح طریقہ نکالیں، انور کمال صاحب اور یہ لوگ Experience رکھتے ہیں، یہ آپس میں بیٹھ کر کوئی Suggestion دے دیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی، آنریبل منسٹر فار ہیلتھ۔

<u>وزیر صحت</u>: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ ملک ظفر اعظم صاحب نے اس کا Back ground بیان کیا ہے کہ کس Back ground میں یہ انٹری ٹیسٹ Introduce ہوا تھا؟ Basically یہ صوبہ سرحد سے شروع ہوا تھا اور پھر سپریم کورٹ میں اس کو چیلنج کیا گیا تھا، سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ یہ Desirable ہے کہ پورے صوبے اور ملک کے اندر اس کو Introduce کیا جائے۔ اس وقت یہ تقریباً پورے ملک کے اندر Introduce ہو چکا ہے اور اس کی بنیادی وجہ بھی یہی تھی کہ بعض لوگ حیدر آباد بورڈ، کراچی بورڈ اور مختلف بورڈز سے میٹرک بھی پاس کرتے تھے اور ایف ایس سی بھی پاس کرتے تھے اور ان کو بہت زیادہ، ایک تو یہ Human psyche ہے کہ لوگوں کا مختلف جگہوں پر Marking Criteria different ہوتا ہے لوگوں کی different Approaches ہوتی ہیں اور وہاں کے جو بورڈز تھے، ان پر بھی لوگوں کا اعتماد نہیں تھا کیونکہ وہاں صحیح طریقے سے مارکنگ نہیں ہو رہی تھی، شفاف

طریقے سے لوگوں کو Marks نہیں دیئے جا رہے تھے اور یہ بھی ایک مسئلہ تھا کہ باہر سے جو لوگ آکر یہاں Apply کرتے تھے تو ان کیلئے بھی یہ مسئلہ تھا کہ کسی طریقے سے ان کے نمبرات کو، ہمارا جو Examination ہے، اس سے Compare کیا جائے تو Uniformity create کرنے کیلئے اس Entry test کو Introduce کرایا گیا۔ میرے خیال میں یہ Entry test بذات خود برا نہیں ہے، Entry test ہونے چاہئیے، جب تک ہمارے Different level پر جو ادارے ہیں، جب تک ہمارے Boards ہیں، جو سندھ میں کام، پنجاب میں کام کر رہے ہیں یا سرحد میں کام کر رہے ہیں، Different level پہ جب تک ان میں Transparency ensure نہیں ہوتی، اس وقت تک میرے خیال میں انٹری ٹیسٹ ضروری نہیں لیکن انٹری ٹسٹ میں بہتری کی گنجائش ہے۔ مجھے انور کمال خان صاحب سے اتفاق ہے، میں خود بھی سمجھتا ہوں کہ اس میں غلطی کی گنجائش ہے اور Improvement کی بھی گنجائش ہے، اس وقت غلطیاں بھی ہو رہی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ اس میں Transparency بھی متاثر ہوئی ہو، اس میں Improvement کی گنجائش ہے، مجھے وزیر قانون صاحب کی اس بات سے اتفاق ہے، ان کی اس تجویز سے اتفاق ہے کہ اگر میں، مظفر سید صاحب، عبدالاکبر خان صاحب اور انور کمال خان صاحب بیٹھے ہیں تو، کیونکہ یہ ایک قسم کا ٹیکنکل ایشو ہے، ایکسپرٹس اس کو بہتر جانتے ہیں، میڈیکل کالجز کے پرنسپل صاحبان اس کو بہتر جانتے ہیں، انجنیئرنگ یونیورسٹی کے لیکچررز اور پروفیسرز اس کو بہتر جانتے ہیں تو باہمی مشاورت کے ساتھ اس کیلئے اگر کوئی گروپ تشکیل دیتے ہیں اور اس پر وہ کام کرتے ہیں اور اس کی Improvement کیلئے وہ ہمیں تجاویز دیتے ہیں تو میں بالکل تیار ہوں، اس کی Improvement کیلئے جو بھی تجاویز سامنے آئیں گی انشاءاللہ محکمہ صحت ان کو Implement کرے گا۔

(تالیاں)

قائد حزب اختلاف: سر، یہ اچھی بات ہے، وزیر صحت صاحب اور وزیر قانون نے اچھی اور مدلل اس پر بات کی ہے۔ There is a flaw which has to be rectified اور اس کیلئے جس طرح انہوں نے ایک اچھی تجویز دی ہے کہ ایک تو ہے پرائیویٹ، There is nothing like private، یہ گورنمنٹ کا کام ہے اور سٹوڈنٹس کے Interest میں ہے، صوبے کے Interest کا کام ہے، اس کو

پرائیویٹ نہیں، اس کو گورنمنٹ کی سطح پر، اسمبلی کی سطح پر اکھٹے ہو کر کوئی ایسی چیز Evolve کرنی چاہیئے جو سٹوڈنٹس اور اس صوبے کے مفاد میں ہو تو اس پر ہم Agree کرتے ہیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: میرے خیال میں اگر اس ایڈجرنمنٹ موشن کو ایڈمٹ کیا جائے اور پھر Along with movers اس کو، یعنی جو آپ کہہ رہے ہیں کہ اس پر Deliberation ہونی چاہیئے، ہیلتھ کمیٹی اور ایجوکیشن کمیٹی کے جو Experts ہیں، اس کے Reforms کیلئے کیا۔۔۔۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>: سپیکر صاحب! دا اهمه خبره ده۔

<u>جناب انور کمال</u>: جناب سپیکر! اس کو میرے خیال میں آپ ایجوکیشن کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

<u>جناب عبدالاکبر خان</u>: اس کو آپ Concerned committee کو Refer کر دیں ہیلتھ منسٹر، ایجوکیشن منسٹر اور جو Experts ہوں گے، ان کو ہم اس کمیٹی میں بلا لیں گے تو اس پر۔

<u>جناب پیر محمد خان</u>: زما خیال دے چې دا د خصوصی کمیټۍ ته حواله کړی۔

<u>جناب انور کمال خان</u>: هغه په دې ایجوکیشن کښې یو Proper forum دے، هغه کمیټۍ ته ئے حواله کړئ، دغه Mover به ورسره کینی، خبرې به پرے اوکړو نو هغه کم از کم څه Value خو به ئے وی۔

<u>وزیر صحت</u>: اس سلسلے میں، میرے خیال میں جناب عبدالاکبر خان کی تجویز ٹھیک ہے، مجھے ان سے اتفاق ہے، ایجوکیشن اور ہیلتھ کی جو کمیٹی ہے اس کو Refer کیا جائے۔

<u>جناب زرگل خان</u>: سپیشل کمیټۍ ته ئے حواله کړئ۔

<u>Mr. Speaker</u>: The motion is that the adjournment motion moved by Honourable Members may be referred to the standing committee on Higher Education. Is it the desire of the House that the adjournment motion moved by Honourable Members may be referred to the Standing Committee on Higher Education and Health?

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker</u>: The 'Ayes' have it. The adjournment motion moved by the Honourable Members referred to the concerned committee on Higher Education and Health. The Sitting is adjourned for tea break.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی چائے کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں نثار گل: پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں، اجازت ہے؟

جناب سپیکر: کورم، آپ کورم کی بات کرنا چاہتے ہیں؟

میاں نثار گل: نہیں، کورم تو پورا ہو جائے گا، ان شاءاللہ آرہے ہیں۔ میں کورم کی بات کر رہا تھا، کورم پورا نہیں ہے، کیا کریں؟

جناب سپیکر: نہیں، تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب انور کمال خان: میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا تھا، اگر آپ اجازت دیں تو۔

جناب سپیکر: نہیں تو۔۔۔۔۔

جناب انور کمال خان: ہمیں تو نظر ایسے آرہا ہے کہ کورم پورا ہے، یہاں ابھی اگر آپ پانچ منٹ میں گننا شروع کر دیں تو میرے خیال میں، اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہو گیا، پورا ہو گیا ہے، چار ادھر بیٹھے ہوئے ہیں اور۔۔۔۔۔

قاضی محمد اسد خان: سر، یہ گورنمنٹ کا اجلاس ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو آپ اٹھیں اور کچھ کہیں اس بارے میں۔

قاضی محمد اسد خان: جناب سپیکر، مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومتی بنچیز بالکل خالی ہیں، ایک وزیر صاحب بیٹھے ہیں، ہمیں عبدالماجد خان نظر آرہے ہیں، باقی سعید خان بھی ہمارے دوست ہیں، اس طرف دو تین دوست اور بیٹھے ہیں، باقی یہ سارا سلسلہ خالی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مناسب نہیں ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے کہ کورم پورا نہیں ہے۔

(تالیاں)

جناب انور کمال خان: عبدالاکبر خان کے آنے سے چار بندے، تو یہ پورا ہو رہے ہیں۔

جناب وجیہہ الزمان خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ ہو سکتا ہے سر، کہ۔۔۔۔۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت مجھے ہے، جی؟

جناب سپیکر: پہلے وجیہہ الزمان صاحب۔

جناب انور کمال خان: جناب! میں کوئی آدھ گھنٹے پہلے سے چیخ رہا ہوں جی، خیر ہے ان کو اجازت دے دیں جی۔

جناب سپیکر: بس، انہوں نے آپ کے حق میں Withdraw کر لیا ہے، انور کمال خان۔

جناب انور کمال خان: سلیکٹ کمیٹی میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے حق میں Withdraw کر لیا ہے۔ جناب سپیکر، میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پچھلے سیشن میں آپ کو یاد ہوگا کہ ڈی ڈی اے سی کے حوالے سے اکرام اللہ شاہد صاحب، ڈپٹی سپیکر کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی تھی، جس میں ایک بل یہاں پر انہوں نے پیش کیا تھا، گو کہ اس پر ٹریژری بنچیز کے اعتراضات تھے اور اسی وقت اپوزیشن اور ٹریژری کے مابین اس چیز پر اختلافات بھی تھے لیکن میں ابھی بھی اپنے اس موقف پہ قائم ہوں کہ چونکہ اسمبلی میں تمام اراکین، چاہے وہ ٹریژری بنچیز سے تعلق رکھتے ہوں، چاہے وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہوں، ہمارا سٹینڈنگ کمیٹی نے ڈی ڈی اے سی کے حوالے سے جو ایک بل بنایا تھا تو وہ ہم اے ڈی پی کی تقسیم کیلئے ایک فورم Provide کر رہے تھے، اس میں کسی کی ذات کا مسئلہ نہیں تھا، بہر صورت وہ Oppose ہوا تھا لیکن اس پر آپ نے اس وقت ایک رولنگ دی تھی کہ اس مسئلے کو ہم سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں۔ اب جناب والا، اس کو تقریباً کوئی تین مہینے کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن ابھی تک، اس میں کچھ مجبوریاں بھی ضرور تھیں کہ سلیکٹ کمیٹی ہمیشہ ہاؤس سے پوچھ کر بنائی جاتی ہے، اب چونکہ ہاؤس ان سیشن ہے اور آپ نے ایک رولنگ بھی دی تھی کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تو آپ اگر رولز آف بزنس دیکھیں تو اس میں Rule 86 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراوں گا، رول 86 ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب، پلیز۔

جناب انور کمال خان: جی، رول 86، وہ جی، متوجہ ہیں۔

جناب سپیکر: متوجہ ہیں، آپ چیئر کی طرف متوجہ ہو جائیں نا، اچھا جی۔

جناب انور کمال خان: جی، رول 86 کے تحت، آپ اگر اس کا اوپر والا پورشن دیکھیں تو ایک Mandatory provision ہے، جس میں متعلقہ منسٹر جو اسی محکمے سے تعلق رکھتے ہوں اور لاء اینڈ پارلیمنٹری آفیئرز کے منسٹر ہوں گے،اس میں آٹارنی جنرل ہیں، یہ Mandatory ہے کہ وہ اس سلیکٹ کمیٹی کے ممبران ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس میں سلیکٹ کمیٹی کی تعداد جو ہے، وہ کم از کم دس ہونی چاہیئے۔ اب رول 86 کے تحت یہ بتایا گیا ہے کہ ہاؤس اپنی مرضی سے دس آراکین کو ایک موشن کے ذریعے Appoint کرے گا۔ جناب سپیکر، آپ کو یاد ہو گا کہ جس وقت اس پر بحث چھڑی تھی اور حکومت کی طرف سے اس پر اعتراض ہوا تھا تو اس کے دوسرے دن جناب ڈپٹی سپیکر نے، جو اس بل کو پیش کرنے والے تھے،ایک موشن پیش کی اسی ہاؤس میں اور اسی موشن کو آپ نے Accept کرتے ہوئے یہ رولنگ دی تھی کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے،اب دوبارہ اس کیلئے ہم نہ موشن پیش کر سکتے ہیں اور نہ اس کو ضرورت پیش آئے گی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان بقایا ممبران کی سلیکشن کیسے کی جائے گی؟ اب اس کا طریقہ آپ کو بھی پتہ ہے اور ہم بھی، آپ کو یہ بتاتے ہیں جناب، کہ ہم یہ اختیار آپ کو دیتے ہیں، جیسے باقی سٹینڈنگ کمیٹیز میں ایک طریقہ کار ہوتا ہے، ممبران کی سلیکشن کا تو اس کے برعکس ہاؤس کی جتنی بھی پارلیمنٹری پارٹیز ہیں، وہ اختیار آپ کو دیتے ہیں کہ آپ خود بقایا ممبران کی سلیکشن کر لیں۔ لہذا اس سلسلے میں بھی میری یہ رائے ہے، میری اپنی ذاتی یہ تجویز ہے، شاید عبدالاکبر خان بھی اس پر بولنا چاہیں گے یا ہمارے اپوزیشن لیڈر بھی اس پر بولنا چاہیں تو ایک تو یہ ضروری ہے چونکہ آپ کی رولنگ آچکی ہے تو اس پر لہذا سلیکٹ کمیٹی ضرور بنی چاہیئے، چاہے اس کا جو بھی Fate ہو، ہم اس سے کوئی وہ نہیں کرتے لیکن دوسری چیز یہ ہے کہ اگر موشن کے ذریعے آنا ہے تو Motion already اس ہاؤس میں پیش ہو چکا ہے، دوبارہ موشن لانے کی ضرورت نہیں ہے اور تیسری چیز یہ ہے کہ ہم یہ اختیار آپ کو دیتے ہیں کہ آپ ان بقایا ممبران، جن کی تعداد چھ ہے، آپ جس طریقے سے، ہم سے پوچھ کر بناتے ہیں یا آپ از خود بناتے ہیں یہ اختیار ہم آپ کو دیتے ہیں۔ برائے مہربانی اس مسئلے کو آپ سلجھادیں، سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیں، جو بھی فیصلہ آئے وہ ہاؤس میں پیش کر لیں گے۔ Thank you very much۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، عبدالاکبر خان صاحب۔

جناب عبدالاکبر خان: دیکھیں جی، اس Rules of procedure میں کچھ ایسی Provisions ہیں جن میں ہاؤس کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ ان کو Relax کر کے آپ کو اختیار دیتا ہے۔ جس طرح میرے آنریبل ممبر نے کہا کہ رول 193 کے تحت The Assembly may by verbal resolution moved by any Member, empower the speaker to constitute committees، اس رول کے تحت ہاؤس بھی کر سکتا ہے اور آپ کو اختیار دے کر آپ کر سکتے ہیں۔ جہاں تک سلیکٹ کمیٹی کا تعلق ہے، وہ چونکہ ایک Mandatory provision ہے کہ جو موشن پیش ہوتا ہے، میں نے جناب سپیکر، اس پر کافی لوک سبھا کی Debates دیکھیں، جو موشن پیش ہوتا ہے تو اس کے ساتھ نام ہوتے ہیں کہ This may be referred to the select committee with following, جو ممبرز اس میں وہ تو Already ہیں، جو اس کے تحت Mandatory ہیں اور جو باقی کرنے ہیں تو چونکہ وہ ہاؤس نے کرنے ہیں تو ہاؤس سے پوچھ لیا جاتا ہے کہ یہ ممبران ہیں اور یہ کمیٹی ہے، اب ہاؤس اس کو Approve کر دے۔ میرے خیال میں ابھی بھی، انور کمال خان صاحب کی بات صحیح ہے اور ہم اتنی زیادہ Technicalities میں نہیں جاتے لیکن اسی موشن میں اگر یہ نام Include کر کے یا Consensus سے گورنمنٹ اور اپوزیشن، جو Mandatory نام ہیں وہ تو رہیں گے، باقی جو نام رہتے ہیں وہ Consensus کر کے ایک موشن اس ہاؤس میں پیش کریں اور آپ اس کمیٹی کو Constitute کر لیں، بجائے اس کے کہ ہم رول 86 کو Suspend کر کے، اگر ہم کرتے ہیں تو پھر آپ کا جو Reference ہے، جب آپ ریفر کرتے ہیں اس بل کو تو وہ ختم ہو جاتا ہے تو رول 86 کو تو آپ ختم کر نہیں سکتے کیونکہ رول 86 کو اگر آپ ختم کریں گے تو پھر تو کچھ نہیں رہے گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم Rule suspend کر کے یا آپ وہ کر لیں تو اچھا ہو گا کہ گورنمنٹ کی طرف سے دو تین نام اور دو تین نام اپوزیشن کی طرف سے Consensus سے آ جائیں اور ایک موشن ہاؤس میں Move ہو اور ہاؤس اس کو Adopt کر لے تو وہ کمیٹی Automatically بن جائے گی۔ Thank you very much۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** تھینک یو، جناب۔ سب سے پہلے تو میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب انور کمال خان صاحب کی تقریر شروع تھی تو میں اندر آیا اور مجھے یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ کس کے متعلق سپیشل کمیٹی جو آپ کو۔۔۔۔۔

**جناب سپیکر:** ڈی ڈی اے سی ایکٹ کے بارے میں جو سلیکٹ کمیٹی تھی، اس سلیکٹ کمیٹی کو یہ ریفر ہوا ہے تو رول 86 کا جو، مطلب یہ ہے کہ اس نے Reference دے دیا ہے تو آپ یہ دیکھ کر، کیونکہ وہ مسئلہ تو ادھورا ہے تو انہوں نے جو Suggestion دی ہے۔

**وزیر قانون و پارلیمانی امور:** اس میں تو آپ کو پاور دیا گیا تھا کہ آپ خود ہی اس پر۔

**جناب سپیکر:** اس میں آپ رولز کو پڑھیں نا۔

**وزیر قانون:** جی، رول 86۔

**جناب سپیکر:** ہاں، رول 86 میں اسے Read out کرتا ہوں۔

"**Composition of Select Committee'** (1) The minister to whose Department a Bill relates, the Member-in-Charge of the Bill, the Minister for Law and Parliamentary Affairs, the Advocate General and either the Deputy Speaker or a member of the panel of Chairmen, as may be nominated by the Speaker, shall be members of every Select Committee and it shall not be necessary to include their names in any motion for appointment of such a Committee".

یہ تو Mandatory ہے جس طرح "(2) The other members of the Committee shall be appointed by the Assembly", as the Honorable Member Mr. Abdul Akbar Khan, raised the question, 'appointed by the Assembly' یہ 'Appointed' بھی اگرچہ رول میں سقم ہے، یہاں یہ میرے خیال میں 'Elect' ہونا چاہیئے تو When the motion that the Bill be referred to a Select Committee is made یہ تو پھر، اچھا آگے ہے کہ "Provided that a Select Committee shall not, except with the leave of the Assembly".

پھر 'Leave of the Assembly' ہے تو عبدالاکبر خان کا جو موقف ہے، اگر آپ Consensus سے، مطلب یہ ہے کہ آپ زیادہ بھی کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور: تو یہ چونکہ اہم ایشو ہے اگر زیادہ ہو جائے تو ہمیں، میرے خیال میں۔

جناب سپیکر: نہیں، میری تجویز یہ ہے کہ ٹریژری بنچز اور اپوزیشن بنچز آپس میں بیٹھ کر Names کو، جتنے بھی آپ کرنا چاہتے ہیں، ان کو Finalize کر کے یہاں ہاؤس میں لے آئیں۔

وزیر قانون وپالیمانی امور: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: تو کل تک، میرے خیال میں۔۔۔۔۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور: کل تک کر لیں گے۔

جناب انور کمال: اس میں جناب، آپ ان ممبران کی تعداد دس سے زیادہ بھی کر سکتے ہیں لیکن You have to seek the permission of the House اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، اگر ہاؤس آپ کو اجازت دیتا ہے لیکن اس پر ہمارا جھگڑا نہیں ہے جی، یہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں And we will۔

جناب سپیکر: بس، آپ بیٹھ جائیں تاکہ ساری پارلیمنٹری پارٹیز Accommodate ہو سکیں نا، اس لئے میں۔۔۔۔۔

جناب وجیہہ الزمان خان: پوائنٹ آف آرڈر ہے، جناب سپیکر! میں ذرا آنریبل ہیلتھ منسٹر کو مخاطب کروں گا جی۔

جناب سپیکر: کونسے رول کے تحت آپ پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں؟

جناب وجیہہ الزمان خان: نہیں، ابھی ایک ایشو میں نے گیٹ پر دیکھا ہے کنٹریکٹ ڈاکٹرز کا، میں وہ ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کنٹریکٹ کا تو میرے خیال میں ایجنڈے پہ، ان کے بارے میں آئٹم ہے۔۔۔۔۔

جناب وجیہہ الزمان خان: جناب سپیکر، میری صرف گزارش یہ ہے کہ انہیں کہا گیا ہے کہ وہ بھی پبلک سروس کمیشن جائیں اور دوبارہ وہاں چیک آپ کریں حالانکہ یہ کنٹریکٹ ڈاکٹرز سات آٹھ سال پریکٹس کر رہے ہیں، ان کا Experience بھی کافی ہو چکا ہے اور ان تمام کے پاس Authentic institutions کی ڈگریاں ہیں، یعنی ایوب کمپلیکس یا خیبر کمپلیکس کی، تو گزارش یہ ہے کہ Experience کو بھی Count کیا جائے کیونکہ اس وقت وہ تھیوری سے دور فیلڈ میں کام کر رہے ہیں، تو

وہ دوبارہ تھیوری میں آ کر اس طرح نئے Students کا مقابلہ نہیں کر سکتے، ان کو پہلے موقع دیا جائے، ایڈجسٹ کر کے اور جو فالتو سیٹس بچتی ہیں، جتنی مرضی ہو توان میں انہیں Accommodate کیا جائے تو یہ ایک صاف ستھری سی بات ہے۔

جناب سپیکر: ایک بات اور کہ اس ایجنڈے پر نیشنل فنانس کمیشن اور نیٹ پرافٹ پر ڈسکشن بھی ہے تو میرے خیال میں اگر Tuesday کو، میں فنانس منسٹر صاحب سے استدعا کروں گا کیونکہ ان کا اس دن موجود ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ فل ڈیبیٹ اس پر ہم کرنا چاہتے ہیں اور اس کیلئے میری تجویز یہ ہے کہ اس دن یعنی Tuesday کو اور جتنا بزنس ہو گا اسے Suspend کریں گے اور اس کو مین آئٹم کے طور پر یعنی ون آئٹم ایجنڈا لیں گے۔ ٹھیک ہے، منگل کو ہم انشاءاللہ نیشنل فنانس کمیشن اور نٹ پرافٹ پر ڈسکشن کریں گے۔

جناب عبدالاکبر خان: نہیں سر، آپ کا دونوں کو اکٹھا لینے کا ارادہ ہے لیکن فی الحال میرے خیال میں دونوں کو الگ الگ لے لیں جی، کیونکہ دونوں بہت اہم ایشوز ہیں اور منسٹر صاحب، چونکہ فنانس کمیشن کے ممبر بھی ہیں اس لئے اور جس طرح آپ نے کہا کہ ان کی موجودگی انتہائی ضروری ہے تو دونوں اگر الگ الگ لے لیں کیونکہ ہم الگ الگ تیاری کر چکے ہیں۔

جناب انور کمال خان: جناب سپیکر! اس پر عبدالاکبر خان نے صحیح بات کی ہے۔ جب یہ ایجنڈا ہم آپ کو دے رہے تھے تو اس وقت بھی ہماری ریکویسٹ یہ تھی کہ نیشنل فنانس کمیشن اور نٹ پرافٹ، یہ تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے۔ این ایف سی پر Tuesday کو ڈسکشن کریں گے اور دوسرے پر پھر کسی اور موقع پہ ڈسکشن کریں گے۔

جناب انور کمال خان: این ایف سی پر آپ Monday کو بحث کریں گے اور اگر۔

جناب سپیکر: نہیں، Monday کو تو ایجنڈا ہے اس لئے میں نے Tuesday کو۔

جناب انور کمال خان: تو آپ پھر اسے کریں کیونکہ یہ ہمارا فیصلہ ہوا تھا۔

جناب سپیکر: پھر دیکھیں گے کہ ہم کس طرح Accommodate کر سکتے ہیں۔

جناب انور کمال خان: آپ ان کو Exclusive days دے دیں کیونکہ یہ علیحدہ علیحدہ ایشوز ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پھر دیکھیں گے کہ کس طرح ہم انہیں Accommodate کر سکتے ہیں، ریزولیوشنز۔

میاں نثار گل: جناب سپیکر، میں اٹھا تھا لیکن اس وقت کورم پورا نہیں تھا، میں ایک اہم مسئلے پر بات کرنے کے لئے اٹھا تھا لیکن اس وقت کورم پورا نہیں تھا اور آپ نے کہا تھا کہ جب کورم پورا ہو جائے تو آپ بات کر لیں گے، تو آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر: تو یہ ریزولیوشنز، پھر تو میں ہاؤس کو Adjourn کرتا ہوں۔

میاں نثار گل: نہیں، میری دو منٹ کی بات ہے جی، میں آپ کو ایک اہم واقعہ سنانا چاہتا ہوں جو میرے ساتھ پیش آیا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔

میاں نثار گل: شکریہ جناب سپیکر، ابھی اسمبلی میں صبح ہی ہمارے ایک دوست جاوید مہمند صاحب بجلی کی لوڈشیڈنگ کے متعلق کچھ کہنے کیلئے اٹھے تھے۔ جناب سپیکر، دس دسمبر کو صبح سویرے میں اپنے حلقہ نیابت کرک جارہا تھا کہ بڈھ بیر میں ایک بہت بڑا جلوس نکلا ہوا تھا تو میں چونکہ پراونشل اسمبلی کا ممبر ہوں، آپ یقین کریں کہ وہاں اس جلوس والوں نے مجھے دیکھ کر یہ کہا کہ آپ لوگ جب ہمارے نمائندے بن کر اسمبلی میں جاتے ہیں تو آپ لوگ ہماری آواز نہیں سنتے، مجھے گاڑی سے اتارا، شکر الحمدللہ کہ پولیس کے ایس پی صاحبان وہاں کھڑے تھے، انہوں نے مجھے ان سے چھڑایا اور انہوں نے مجھ سے یہ وعدہ لیا کہ بجلی کے متعلق آپ اسمبلی میں آواز اٹھائیں گے کیونکہ کوئی ہماری آواز نہیں سنتا۔ جناب سپیکر، ہم تو بار بار اٹھے ہیں لیکن عوام کو یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ جب ہم اپنے ضلعوں میں بجلی والوں کو ٹھیک نہیں کر سکتے تو پشاور میں کس طرح ٹھیک کریں گے۔ میں اس ایوان سے استدعا کرتا ہوں کہ روزانہ جو سڑکیں بند ہوتی ہیں اور کوہاٹ روڈ جو جنوبی اضلاع کا بہت اہم روڈ ہے، تین دفعہ بڈھ بیر میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بند ہوا ہے تو یہ لوڈشیڈنگ جو بجلی والے غلطی کرتے ہیں، اس میں قصور منتخب نمائندوں کا تو نہیں ہے کہ ہمیں روڈ پر اتارا جاتا ہے اور فائدہ وہ لے رہے ہیں۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس کے متعلق آپ بجلی والوں کے ساتھ ایک میٹنگ کروائیں یا جو بھی آپ کریں گے کیونکہ ہم تو لوگوں کے منتخب نمائندے ہیں، ہم تو چیختے رہتے ہیں لیکن آواز کہاں پہنچائیں، کس کو کہیں کہ ان بجلی والوں کو ٹھیک کیا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب جاوید خان مومند: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جاوید خان مومند صاحب۔

جناب جاوید خان مومند: زه به د محترم معزز ممبر صاحب نه معذرت اوغواړمه ځکه چې زما حلقے والا دوئ سره که څه زیاتے کړے وی نو د هغې معافی غواړمه۔ لهذا دا زمونږه د معمول، د بجلی روتین ځکه جوړ شوې دے چې دے خلقو دا غلطی کړې ده چې ایم ایم اے ته ئے ووټ ورکړے دے ځکه چې هلته د دې بجلی وزیر چې کوم دے هغه زمونږه د دې صوبه سرحد سره تعلق ساتی او دا لکه، چې په دې سلسله کښې کله ما د هغوې سره رابطه اوکړه نو هغه ما ته اووئیل چې دا قصداً عمداً کیدے شی، سندھ او صوبه سرحد سره نو لهذا مونږه خو دا وایو چې دے خو د دې خاورے او د دې پښتنو لیډر دے نو پکار دا وه چې دا مسئله خو مونږه سره نه کیدے خو بهرحال دا بار بار کیږی نو لهذا مونږه دے خپل مشرته دا خواست کوؤ چې یره په دې باندې خصوصی نظر اوساتی او دا لوډ شیډنګ، کم وولټیج او اکثر د بندیدو په وجه خلق ډیر تکلیف سره مخ دی۔ شکریه۔

سید مرید کاظم شاہ: جناب سپیکر سر، انہوں نے جناب آفتاب خان کی بات کی ہے تو آفتاب خان نے کبھی ایسی بات نہیں کی، وہ صوبہ سرحد کے معاملات میں اس حکومت سے بھی زیادہ مخلص ہیں جی۔

جناب سپیکر: آپ کونسے رول کے تحت، مطلب یہ ہے کہ ان کے۔

(تالیاں)

سید مرید کاظم شاہ: یہ بات جو انہوں نے کی ہے کہ جب ہماری صوبائی حکومت پر دسترس نہیں ہے تو مرکز پر کیا دسترس ہوگی، صوبائی حکومت کے آفیسرز ایم پی ایز کی بات کو نہیں مانتے تو۔۔۔۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! قاضی صاحب، پلیز، آپ اپنا موبائل سیکرٹری صاحب کی میز پر رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر صاحب! ہمیں تو بھی پتہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب، پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہمیں تو اب معلوم ہوا ہے کہ یہاں پر مرید کاظم صاحب نے بڑی اچھی باتیں کیں ہیں تو ہمیں ان سے توقع کرنی چاہیئے کہ ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا کیونکہ ہمارے جنوبی اضلاع کو بہت سخت تکلیف ہے۔

سید مرید کاظم شاہ: ٹھیک ہے۔ آپ جو دن بھی مقرر کریں، میں ان کے ساتھ چیف ایگزیکٹو کی میٹنگ کروانے کے لئے تیار ہوں۔

(تالیاں)

## قراردادیں

Mr. Speaker: Mr. Farid Khan, MPA, to please move his resolution No. 61 in the House .Mr. Farid Khan, MPA, please.

جناب فرید خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ قرارداد نمبر 61، "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ دیر کوہستان کے علاقے کلکوٹ، بری کوٹ، بیاڑ، گولائی، گانشال بالا، گانشال پائین، عشیرئی درہ، سمکوٹ، پالام اور گور کوئی اس ترقی یافتہ دور میں بجلی جیسی نعمت سے محروم ہیں لہذا مذکورہ علاقوں کو جلد از جلد بجلی فراہم کی جائے۔"

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The resolution is passed unanimously. Mr. Khalid Waqar Chamkani, MPA, to please move his resolution No. 69 in the House.

جناب خالد وقار ایڈوکیٹ: شکریہ جناب سپیکر صاحب، قرارداد نمبر 69۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ دیگر صوبوں کی طرح صوبہ سرحد میں بھی این آئی آر سی یعنی National Industrial Relation Commission کا ٹور مستقل بنیادوں پر کرانے کا انتظام کیا جائے تاکہ سرحد کے عوام اسلام آباد جانے کی تکلیف سے بچ سکیں۔"

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honorable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say ‘Yes’ and those against it may say ‘No’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The resolution is passed unanimously. Mr. Zar Gul Khan, MPA, to please move his resolution No. 77 in the House.

جناب زر گل خان: جناب سپیکر، قرارداد نمبر 77۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ نیو دربند ٹاؤن شپ ایکسچینج سے ٹیلی فون کال مانسہرہ، ہری پور اور شیر گڑھ کے ساتھ لوکل کیا جائے۔"

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it and the resolution is passed unanimously. Maulana Amanullah, MPA, to please move his resolution No. 82 in the House. Maulana Amanullah Haqqani, MPA, please.

مولانا امان اللہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ قرارداد نمبر 82۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ چونکہ ریڈیو پاکستان سے قرآن پاک کے اردو ترجمہ کیلئے تیس منٹ کا دورانیہ مختص کیا گیا ہے، لہذا حکومت اسی طرح قرآن پاک کے پشتو ترجمہ کے لئے بھی ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن سے تیس منٹ کا وقت مختص کرے تاکہ صوبے کے دور دراز علاقوں کے ناخواندہ باشندے مستفید ہو سکیں۔"

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution moved by the Honorable Member may be passed. Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

جناب اسرار اللہ خان: جناب سپیکر، ڈاکٹر ذاکر اللہ خان صاحب ہیں نہیں، تو میں ایک مختصر عرض کرنا چاہوں گا کیونکہ اس کے بعد پھر قراردادیں ہیں۔ جناب سپیکر، میں نے ایک قرارداد پیش کی تھی مولانا مودودی صاحب کے حوالے سے، چونکہ یوم ولادت کے حساب سے ان کے سو سال پورے ہو رہے ہیں تو اگلا جو ہمارا سیشن ہوگا، وہ 2004 میں ہوگا تو میری یہ خواہش ہے کہ اگرچہ یہ ایجنڈے پہ نہیں ہے لیکن اس حوالے سے ایک قرارداد آج کے دن ہم پاس کر لیں تاکہ جو سیمینار وغیرہ آپ کر چکے ہیں، وہ آپ کی

ہے،لوگوں کے حساب سے توصوبائی اسمبلی کی بھی اس حوالے سے Contribution Contribution
ہونی چاہیئے کیونکہ وہ اسلام کے ایک جید عالم تھے۔ تو یہ صوبائی اسمبلی سے ہونی چاہیئے۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: تا سو ریزولیوشن ؤ رافت کړے دے ؟

جناب اسرار اللہ خان: اوجی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب۔

جناب اسرار اللہ خان: شکریہ، جناب سپیکر، "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی اسلام کیلئے کی گئیں خدمات کو سراہتے ہوئے نصاب میں ان کی تعلیمات کو شامل کیا جائے۔"

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the resolution moved by the Honourable Member Israrullah Khan Gandapur, may be passed. Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously.

(Applause)

Mr. Speaker: Dr. Zakirullah Khan, MPA, to please move his resolution No. 88 in the House, absent, (lapsed). Mr. Zar Gul Khan, MPA, to please move his resolution No. 98 in the House. Mr. Zar Gul Khan, MPA, please.

جناب زرگل خان: شکریہ، جی۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ضلع مانسہرہ میں بمقام نیو دربند ٹی وی بوسٹر کی تنصیب کی فیزیبلٹی رپورٹ مکمل ہو چکی ہے۔ لہذا اس منصوبے کے لئے 04-2003 کے بجٹ میں فنڈز مختص کرکے اس پر تعمیراتی کام شروع کیا جائے۔"

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

<u>Mr. Speaker</u>: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously. Mr. Pir Muhammad Khan, MPA, to please move his resolution No. 100 in the House. Mr. Pir Muhammad Khan, MPA.

<u>جناب پیر محمد خان:</u> شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ چونکہ اسلام نے ہر قسم کے جانوروں کو آپس میں لڑانے اور ان کے ذریعے جوا کھیلنے پر پابندی عائد کی ہے، لہذا حکومت ہر قسم کے جانوروں، چرندوں اور پرندوں کو آپس میں لڑانے پر پابندی عائد کر کے خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دے۔"

<u>Mr. Speaker</u>: The motion-----

<u>ملک ظفر اعظم (وزیر قانون):</u> جی، اس سے پہلے کہ-----

<u>جناب پیر محمد خان:</u> جناب سپیکر، لږ غوندے وضاحت-----

<u>وزیر قانون و پارلیمانی امور:</u> جنگلوں میں جو پرندے لڑتے ہیں تو ہم وہاں پر جا کر ان کیلئے بھی وہ کریں، یہ کالے تیتر جو جنگلوں میں لڑتے ہیں تو ان کے بھی کیا ہم ذمہ دار ہوں گے؟

<u>جناب پیر محمد خان:</u> وضاحت ئے کوم سپیکر صاحب، پخپله جنګول هم پیغمبرﷺ منع کړی دی چې تاسو به ځناور نه جنګوئ۔ غالباً حدیث دے نھی رسول الله ﷺ عن التحریش فی البهائم" یعنی داسې الفاظ راځی چې تاسو به ځناور نه جنګوئ۔ بیا په دې کښې یو طرف ته خو دا جرم شوچې پیغمبرﷺ وائی چې نه به ئے جنګوئ، خلق چرګان جنګوی، سپی جنګوی، بیا پرے جواری هم کوی، په دې وجه دا ما اسمبلئ ته راوړے دے چې دا یو طرف ته د پیغمبرﷺ د حکم خلاف ورزی ده، بل طرف ته جواری په کښې دویم جرم دے چې هغه هم د دې په ذریعه باندې کیږی، هغه ظلم هم کیږی، هغه سپی یو بل سره په خرړولو ورولی، ګډان یو بل سره جنګوی، مرزان جنګوی، بانګیان جنګوی او په هغې پیسے اخلی او داؤنه پرے لګوی۔ لهذا په دې باندې د پابندی اولګوی۔

<u>جناب سپیکر:</u> ہاؤس کو Put up کرتا ہوں اور یہ ہاؤس بس-----

<u>قائد حزب اختلاف:</u> سر، یہ بڑی Important نوعیت کی ریزولیوشن ہے۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed by majority.

جناب پیر محمد خان: هسې ګپ ئے لګولو، سپیکر صاحب۔ نه 'Show of hands' به کوئ سپیکر صاحب، څوک چې د دې مخالفت کوی۔

جناب فضل ربانی (وزیر محصولات و آبکاری): جناب سپیکر صاحب! عبدالاکبر خان نے 'No' کہا، یعنی جانوروں کو لڑایا جائے، پرندوں کو لڑایا جائے، تیتر اور بٹیروں کو لڑایا جائے، اس پر وقت ضائع کریں۔ جانوروں کو، کتوں کو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، امان اللہ حقانی صاحب۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب 'Show of hands' دا زما حق دے چې، ممبر دا مطالبه کولے شی۔ څوک چې د دې خلاف وی هغه د پا څی؟

جناب سعید خان: یا خو د جی، عبدالاکبر خان صاحب د خپل مؤقف اظهار اوکړی ګنی نو بیا د 'No' وائی۔ دوي خو وائی چې ما 'No' نه دے وئیلے۔

قائد حزب اختلاف: عبدالاکبر خان نے کہا کہ انہوں نے 'نہیں' کہا ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ میں نے نہیں کہا۔ The resolution is passed unanimously.

(تالیاں)

ایک آواز: اس قرارداد کی رو سے پھران کو بھی سزا دینی چاہیئے۔

جناب عبدالاکبر خان: یہ کسی کے کہنے پر ریزولیوشن لائے ہیں اور مجھے پتہ ہے کہ کس کے کہنے پر لائے ہیں؟

Mr. Speaker: Mr. Habib-ur-Rehman Khan, MPA, to please move his resolution No. 103, in the House. Mr. Habib-ur-Rehman, MPA, please.

جناب حبیب الرحمان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ صوبہ سرحد میں ہیڈ ماسٹر، ایس ای ٹی اور سبجیکٹ سپشلسٹ کی خالی آسامیوں کو پر کیا جائے۔"

Mr. Speaker: The resolution before the House is that the resolution, the resolution before the House is that-----

Mr. Abdul Akbar Khan: The motion before the House is-----

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously. Musammat-e-Naeema Akhtar, MPA, to please move her resolution No. 104, in the House. Musammat-e-Naeema Akhtar, MPA, please.

محترمہ نعیمہ اختر: شکریہ، جناب سپیکر۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ تمام گورنمنٹ پرائمری اور ہائی سکولوں میں قاریہ یا حافظہ قرآن معلم کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے تاکہ بچیاں قرآن پاک قراءت اور ترجمے کے ساتھ سیکھ سکیں۔"

جناب سپیکر: تمام گورنمنٹ گرلز، گرلز-----

محترمہ نعیمہ اختر: اگر یہ گرلز کی بجائے تمام گورنمنٹ پرائمری سکولز میں کر لیں، تو اچھا ہوگا کیونکہ میل اور فیمیل-----

جناب سپیکر: Amendment اچھا۔

The motion before the House is that the Resolution moved, with amendment, by Honourable Member may be passed. Those who are in favour of it may say 'Yes' and those who against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously, with amendment.

Mr. Abdul Akbar Khan: Speaker Sahib! to implement this resolution by appointing in every Girls Primary School.

مولانا امان اللہ: دا گرلز سکول خو جی شته ورکښې، Amendment ولې کیږي؟

جناب سپیکر: دوئ وائی چې تمام گرلز او تمام پرائمری۔

جناب پیر محمد خان: دا گرلز پکښې شته سپیکر صاحب، هغه تمام پرائمری، Amendment، گرلز پرائمری سکول خو وو خو Amendment سره ټول پرائمری سکولونه راغلل جناب سپیکر صاحب، اوس Binding دے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب پیر محمد خان: اوس Binding دے، پاس شو جی۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور: یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ Unanimous Resolution گورنمنٹ پرBinding ہے، اس پر پہلے بھی تھوڑی بہت بات ہو چکی ہے، اگر کہیں بھی آپ یہ کرلیں، بلکہ انڈیا میں تو کورٹ کا فیصلہ بھی آیا ہوا ہے کہ وہ Binding نہیں ہے، میں آپ کو یہ بھی بتا سکتا ہوں۔

جناب پیر محمد خان: یہ پاس ہو چکا ہے جناب سپیکر صاحب، یہ Unanimous پاس ہو چکا ہے۔

وزیر قانون وپالیمانی امور: لیکن ہم نے Unanimous پاس کیا ہوا ہے۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر، یہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ پوری اسمبلی ایک ریزولیوشن پاس کر چکی ہے اور۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Mr. Jamshed Khan, MPA, to please move his resolution in the House.

جناب جمشید خان: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! دے کښې زما یو درخواست دے، دے کښې Clerical mistake دے، هغه فقره په کښې زه وایم۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب جمشید خان: "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ صوبہ سرحد میں مقیم دیگر اقوام کی طرح بونیر کیلئے بھی ایف سی پلاٹون کی منظوری دی جائے۔"

جناب عبدالاکبر خان: پراونشل گورنمنٹ تو ایف سی کی وہ نہیں کر سکتی، اگر آپ اس میں Amendment کرنے دیں کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کو سفارش کردے۔

جناب سپیکر: وہ تو اس میں Amendment لے لائیں نا۔

جناب عبدالاکبر خان: جی، With amendment۔

جناب سپیکر: جی، With amendment۔

جناب جمشید خان: With amendment، کہ وہ مرکزی حکومت سے امر کی سفارش کرے، تھینک یو۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution moved by the Honourable Member, with amendment, may be passed. Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed, with amendment, unanimously. Mr. Abdul Majid Khan, MPA, to please move his resolution in the House. Mr. Abdul Majid Khan, MPA, please.

جناب عبدالماجد: جناب سپیکر صاحب، "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ادویات کی درآمد سے پابندی اٹھا کر چین، ایران اور بھارت کی دوا ساز کمپنیوں سے رابطہ قائم کرے تاکہ غریب، نادار اور بے کس عوام کو سستی اور معیاری ادویات مل سکیں۔"

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes'-----

Mr. Abdul Akbar Khan: Sir, let the Minister should reply.

جناب سپیکر: اچھا، بس کہہ لیں۔

جناب عنایت اللہ (وزیر صحت): جناب سپیکر، اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ چینی ادویات تو Already بہت زیادہ رجسٹرڈ ہیں اور آ رہی ہیں۔ پانچ سو تک تو ہماری اپنی دوا ساز کمپنیاں ہیں جو ملک کے اندر دوائیاں بنا رہی ہیں جو معیاری بھی ہیں، اس کا اپنا ایک پروسیجر ہے، ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹریز ہیں، ان کی کوالٹی کنٹرول کے بھی اپنے قوانین ہیں اور اس سے ہمارے ملک کے اندر لاکھوں لوگوں کو روزگار بھی مل رہا ہے اور اربوں روپے کی سرمایہ کاری بھی ہو رہی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایرانی یا ہندوستانی دوائیوں کو اجازت دینا اور

ان کو ملک کے اندر لانا اپنی انڈسٹری کو تباہ کرنا ہے، لوگوں کو بے روزگار کرنا ہے۔ ہمارے اپنے ملک کے اندر پانچ سو ایسی فارماسوٹیکل انڈسٹریز موجود ہیں، پشاور میں پنتالیس ہیں جو اچھی اور معیاری ادویات بنا رہی ہیں۔ اس وقت تیس ہزار معیاری ادویات ہمارے ملک کے اندر رجسٹرڈ ہیں تو میرے خیال میں ان کو اجازت دینا اپنے ملک کی انڈسٹریز کو بھی تباہ کرنا ہے، یہاں کے لوگوں کو بھی بے روزگار کرنا ہے اور اربوں روپے کی سرمایہ کاری کو بھی روکنا ہے۔

جناب عبدالماجد: جناب سپیکر صاحب، تاسو ته د هر څه معلومات شته، د پاکستان یو انجکشن، چې کومه پاکستانی کمپنئ جوړه کړی وی، د هغې پنځه سوه روپئ قیمت دے، چې کوم د غه رنګے یو انجکشن، د بهارت وی که د ایران دی او که د چین وی نو هغه په پنځه روپئ کیږی۔ دا سې تاسو ته جی، که تاسو مناسب ګنړئ نو زه به تاسو ته د هغې قسم نه چې کوم په پنځه سوه روپی دلته کښې وی، هغه به زه تاسو ته سحر په پنځه روپی باندې راوړم او په دیکښې څه قباحت دے چې، هم دا خلق، دا کمپنیانے د کارکوی کنه، مونږه خو دا نه وایو چې نه دے کوی۔ که دا کمپنیانے زیاتے شی او په دې باندې معیاری دغه اوشی نو دے کښې قباحت څه دے ؟ چې دے خلقو ته یقیناً جی، د دې اسمبلی دا ممبران خو نه شم وئیلے، یقیناً چې هر یو کس دا دوائی Afford کولے نه شی ګورے، یقیناً چې خلق بالکل خپل علاج معالجه نه شی کولے نو جناب، په دې کښې قباحت څه دے ؟

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر، لږ غوندې ماته که اجازت را کړئ۔

جناب امانت شاہ: جناب سپیکر! جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب امانت شاہ: اجازت دے جی ؟

جناب سپیکر: بالکل اجازت دے۔

جناب امانت شاہ: شکریه، جناب سپیکر۔ څنګه چې ماجد خان لالا دا خبره اوکړله نو حقیقت دا دے جی، چې مونږ د انډسټری بچ کړو خو عوام خیر دے که تباه کیږی! مونږه له یوه دا سې پالیسی جوړول پکار دی چې عوامو ته ریلیف ملاؤ شی، نه چې صرف د انډسټرئ د مالکانو په مفادو کښې د یو خبره وی او زمونږه عوام

الناس د د هغې نه محروم وی نو مونږه دا خبره کوؤ چې یا خو د هغې قیمتونه را کم کړے شی یا که چرے د دغه خلقو قیمت د انډیا او د چائنه په ریټ نه وی نو دا د عوامو په مفاد کښې نه ده، صرف یو انډسټری بچ کول نه دی جی، د عوامو هم خیال ساتل پکار دی چې څومره خلق د علاج نه محروم پاتے کیږی؟ نو یا خو د دا قیمت د انډیا او چائنه برابر کړے شی او که چرته بالفرض د انډیا او چائنه برابر کیدے نه شی نو بیا د کم از کم اجازت ورکړے شی، زمونږه صوبائی اسمبلی د وفاقی حکومت ته سفارش د دې خبرې اوکړی چې دا مونږه د بهر نه دوایانے راغواړو، دغه شان دے خلقو ته چې یو ریلف ملاوشی۔

قاضی محمد اسد خان: سر! پرائس کنٹرول کے اوپر کوئی بات کر لیں جی، اس کی اگر امپورٹ کھول دی گئی تو ہماری انڈسٹری خراب ہو جائے گی۔

جناب پیر محمد خان: سپیکر صاحب! زه پرے لږ شان خبره کوم۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، جناب پیر محمد خان صاحب۔

جناب پیر محمد خان: شکریہ جی۔

جناب سپیکر: ته خو حکیمی دارو گان خورے نو۔

(قہقہے/تالیاں)

جناب عبدالاکبر خان: نه جی، دا ونو پانړے خوری، حکیمی هم نه خوری۔

جناب سپیکر: او۔

جناب پیر محمد خان: زه سپیکر صاحب، دا عرض کومه چې یو خو په دې قرارداد کښې دوئ پخپله لیکلی دی چې مرکزی حکومت ته سفارش کیږی نو په صوبائی باندې د دې اثر نشته او مرکز ته سفارش کوؤ۔ دویم دا چې کومے ملټی نیشنل کمپنئ، ملټی نیشنل کمپنئ په دې ملک کښې قابض شوې دی، په هر څیز باندې، کومه دوائی چې په پاکستان کښې، مثال په طور، ډاکټران دلته شته دے او لږ غوندے زه په دې فارمولو مارمولو پوهیږم نو په دیکښې چې کوم مثال په طور کوټرامکس سازول په نوم باندې دوائی جوړیږی، سیفټران چې په هغې کښې سلیفامیهتا سازول، کوټرامیهتو پائرین، دا څیزونه پکښې اچوی او انډیا کښې

پکښې هم اچوی، دلته کښې چې کومه ګولئی د هغې په درے روپئ، په څلور روپئ ده نو هغه هلته کښې په شپږ آنے، په آته آنے ده، کوم ایمپسلین کیپسول چې په پاکستان کښې په پنځه روپئ، په لس روپئ دی، د اومنی پین په نوم یا په بل نوم هغه په انډیا کښې په آته آنے، په څلور آنے، په شپږ آنے دی، په دې مارکیټ کښې غریبانانو ته چې کومے دوایانے ملاؤیږی نه نو هغه په بلیک باندې، چې کوم دلته کښې چې د هغې قیمت پچاس روپئ پکار دے نو هغه په 250 روپئ باندې هم نه ملاویږی او بلیک پکښې هم کیږی۔ خبره د دوئ بالکل صحیح ده، د غریب د پاره په دې ملک کښې بالکل تباهی ده، ملټی نیشنل کمپنئ دی، ټوله پیسه هغوی اخلی او لوټ مارئے جوړ کړے دے نو که د انډیا نه یا د هر چا نه، مونږ خو د خپل قوم د پاره، مونږه فائده به دے خپل قوم ته ګوروکنه، چې قوم ته په کوم کښې سهولت دے، که دا اجازت ملاؤ شی د چائنه نه، د ایران نه نو ارزانے دوایانے به ملاویږی، کومه Surbex.T چې دلته کښې په اسی، نوے روپئ ده نو هغه هلته کښې په نهه روپئ ده، د دې وجےنه د دې تاسو، دا قرارداد د پاس شی متفقه او مرکزی حکومت، کوم خلق چې په دې کښې ملوث دی، د دې ملټی نیشنل کمپنونه کمیشنے اخلی، هغوی ته لګام ورکړے شی۔

جناب سپیکر: ہیلتھ منسٹر صاحب۔

وزیر صحت: اگر مجھے اجازت ہو تو میں اس میں ایک Amendment پیش کروں، پھر آپ اس کو ہاؤس کے سامنے پیش کر دیں، اگر Amended resolution آپ ہاؤس کے سامنے پیش کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ریزولیوشن اس طریقے سے پیش کیا جائے کہ فیڈرل گورنمنٹ یہ بات یقینی بنائے کہ جو ادویات ایران اور ہندوستان سے سمگلنگ کے ذریعے ہمارے ملک میں آ رہی ہیں اور جن کی قیمتیں ہماری ادویات سے کم ہیں، ان کو At par لایا جائے، ہمارے ادویات کی قیمتوں کو کنٹرول کیا جائے اور انہیں ایرانی یا ہندوستانی ادویات کے برابر لایا جائے اور یہ بات یقینی بنائی جائے کہ لوگوں کو سستے داموں۔۔۔۔

جناب سپیکر: معیاری، معیاری۔

وزیر صحت: معیاری ادویات سستے داموں میسر ہوں تو میرے خیال میں یہ ریزولیوشن مناسب رہے گا۔

جناب عبدالماجد: سپیکر صاحب، په دې کښې قباحت څه دے؟

جناب سپیکر: نه، منسټر صاحب چې کوم Amendment پیش کړو-----

جناب عبدالماجد: ګورئ جي۔

جناب پیر محمد خان: دا آخر کښې منسټر صاحب چې کومه خبره اوکړه که دا خبره پکښې شریکه شی کنه چې یا د د هغوی دا پابندی اوچته شی بصورت دیګر دوئ د د ملک دوایانے، په بل ملک کښې چې کومے دوایانے دی، هغه د په دغه ریټ باندې خرخوی۔

میاں نثار گل: زه دے کښې یو عرض کول غواړمه جي۔

جناب سپیکر: پلیز آرډر، آرډر۔ لږ میاں نثار ګل صاحب۔

میاں نثار گل: یوه خبره کومه جي، د منسټر صاحب د خبرې یو جواب ورکومه جي۔ پنسیلین ګولئی دی، د السر مریض ئے استعمالوی، د پاکستانی کمپنئ پیکټ دے، دس ګولئی 285 روپئ او د انډیا ګولئ دلته مارکیټ کښې خرخیږی، په سو روپئ باندې نو آیا 185 روپے به کمے شی، 100 روپئ ته به راشی چې یره د هغې برابر ئے راولی؟ نو دا د فرق یو مثال درکوم، پنسیلین ګولئ، مارکیټ ته اوس لاړ شه۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور: جناب، انڈیا یا ایران سے جو گولیاں حکومت منگوائے گی تو وہ کیا ٹیکس فری آئیں گی؟ اگر ان پر ٹیکس لگے گا تو ان کی قیمت بھی 185 تک پہنچ جائے گی، آپ تو حکومت کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں، نہ سیلز ٹیکس ہے، نہ کچھ ہے بلیک مارکیٹ پر آتی ہیں اور بلیک مارکیٹ میں سمگلنگ کا رستہ روکا ہوا ہے، اگر یہ دوائی-----

جناب سپیکر: امان اللہ حقانی۔

جناب پیر محمد خان: نہیں نہیں، اگر مارکیٹ اوپن کی جائے تو تمام ادویات واپس آئیں گی۔

مولانا امان اللہ: نه نه، ترمیم شده قرارداد د پیش کړے شی۔

جناب زر گل خان: سپیکر صاحب! سپیکر صاحب!

جناب عبدالماجد: تاسو په دې باندې رائے واخلئ جی، په دې قرارداد باندې رائے واخلئ جی، پاس کیږی او که فیل کیږی۔

جناب زرگل خان: سپیکر صاحب! سپیکر صاحب!

مولانانظام الدین: سپیکر صاحب! زه پکښې یو خبره عرض کومه۔

جناب زرگل خان: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: لږ صبر اوکړه۔

جناب عبدالماجد: د مرکز خبره ده جی۔ گوره جی، د مرکز خبره ده۔

جناب پیر محمد خان: دا خبره خو د مرکز ده سپیکر صاحب، ولے دوئ د دې مخالف کوی؟

جناب سپیکر: تاسو لږ کینئ، موقع درکوم کنه۔

جناب عبدالماجد: هر کال پنځه پنځه سوه قراردادونه د دې اسمبلی نه پاس کیږی جی، په یو باندې هم عمل نه کیږی، په دې به کوم عمل اوشی؟ تاسو ئے پاس خو کړئ کنه۔

(قہقہے اور تالیاں)

جناب زرگل خان: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: نظام الدین صاحب، زرگل خان، د کالا ډهاکے خبره نه ده، ته لږ-----

مولانانظام الدین: اصل کښې جی، د دې پاکستانی کمپنیانو ریټونه سیوا دی-----

جناب سپیکر: ته ړومبے خو خپل سیټ ته لاړ شه، بیا د هغه ځائے نه خبره کوه، زرگل خان۔

جناب زرگل خان: ډیره مهربانی جی۔ زه ستاسو په وساطت منسټر صاحب ته ریکویسټ کوم چې کوم ځائے یو درجن قراردادونه پاس شو او مسئله د وفاق سره ده او څنګه چې عبدالماجد خان اووئیل او مشر سړے دے نو دا بده خبره ده

جی، زه مسنتر صاحب ته وایم، دوئ د خپله خبره، نه د دوئ په وینا دا دغه کیږی، وفاقی گورنمنټ به خپل دغه ته گوری جی، نو دا جی ډیره بده خبره ده، دا هاؤس ته پیش کړئ او زه ریکویسټ کومه چې دا به هم Unanimously پاس شی۔

قاضی محمد اسد خان: سر، اپنی انڈسٹری کیلئے کیسے ہم یہاں سے ایک ایسی قرارداد پاس کر کے بھیج سکتے ہیں؟ جو ہماری پالیسی۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو آپ 'ق' والے آپس میں مشورہ کرلیں۔ جی نظام الدین۔

مولانا نظام الدین: جی زمونږ د دې کمپنیانو دا ریتونه چې سیوا دی، دے باره کښې زه عرض کوم چې ما پخپله د دې معلومات کړی دی، چې زمونږه یو کمپنی د یو دوائے قیمت پنځه روپئ مقرر کړی نو چې هغه مارکیټ ته را رسی، د هغې نه دوه سوه جوړے شوې وی۔ په هغې کښې د ډاکټر کمیشن وی، په هغې کښې د ایجنسئ کمیشن وی، په هغېکښې بیا د هغه میډیکل سټور والا کمیشن وی نو هغه اصل قیمت ئے پنځه روپئ وی او ترے درے سوه او پنځه سوه جوړے کړی نو که په دې کرپشن باندې او دے کمیشن باندې پابندی اولګوی جی نو زمونږه دا دوایانے به خپل ریټ، ځائے ته راشی ان شاءالله تعالیٰ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: ښه، دا منسټر صاحب چې کوم Amendment پیش کړے دے، ماجد خان لالا، دے سره تاسو Agree کوئ؟

جناب عبدالماجد: زه جناب عالی، صرف دا وایم په یو وجه باندې، چې دے کښې څه هیڅ قسم قباحت نشته، نه حکومت پاکستان ته شته، نه دے صوبے ته شته، صرف چې کوم دے، په دې کښې که فائده ده نو هغه د غریبو عوامو د پاره ده جی، یقیناً او دوئ د خیر دے بیا بل قرارداد پیش کړی کنه، چې څنګه دوئ غواړی۔

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed by majority. Mrs. Yasmeen Khan, MPA, to please move her resolution.

جناب زرگل خان: سر! دے خو پہ خپل سیټ نہ وو جی او 'No' ئے کړے دے جی، دا 'No' نہ دے جی، پہ خپل سیټ نہ دے ناست جی، دا 'No' نہ دے، دا غلط دے۔

جناب سپیکر: واپس د واخستو؟

محترمہ یاسمین خان: سر، شور شار دے-----

جناب سپیکر: واپس د واخستو؟

محترمہ یاسمین خان: نہ جی۔

جناب سپیکر: اوہ۔

محترمہ یاسمین خان: سر، دا یواځے زما مسئلہ نہ دہ، دا د پورہ صوبے مسئلہ دہ، نشم اغستې۔ شکریہ، جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ "یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ نیشنل بینک آف پاکستان نے پاکستان کے غریب شہریوں کیلئے قرضے کی جو سکیم منظور کی ہے جس کے تحت نئے مکانات کی تعمیر اور رہائشی مکانوں کی توسیع اور مرمت کیلئے قرضے کی جو سہولت فراہم کی ہے، اس سکیم میں کراچی، اسلام آباد اور لاہور کے ساتھ ساتھ صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کو بھی شامل کیا جائے۔"

Mr. Speaker: The motion before the House is that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is passed unanimously. The sitting is adjourned till 10:00 am tomorrow morning.

---

(اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 19 دسمبر 2003ء صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)